مختصر عقیدہ توحید
اور کفر و شرک کی قِسمیں

مؤلف: **ابو حمزہ مقصود احمد المدنی**
فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی: محقق شہیر و مصنف کتب کثیرہ **حافظ شاہد رفیق** صاحب حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی

تقریظ:

مفسر قرآن **حافظ عبد الوہاب روپڑی** صاحب حفظہ اللہ فاضل ام القری مکہ مکرمہ

و مفسر قرآن و مصنف کتب کثیرہ پروفیسر **سیف اللہ خالد** صاحب حفظہ اللہ

مختصر عقیدہ توحید اور کفر وشرک کی قسمیں

تالیف

ابو حمزہ مقصود احمد المدنی

اشاعت اول .... اگست 2024ء

ناشر

دار ابن بشیر للنشر والتوزیع

حسین خانوالا ہٹھاڑ

تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان

+92 302 4056 187

Email: ialhusainwy@gmail.com Web: www.ihouniversity.blogspot.com

فہرست مضامین

انتساب 10
مقدمہ از مؤلف 11
تقریظ از حافظ عبد الوہاب روپڑی حفظہ اللہ 13
تقریظ از حافظ ابو نعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ 15
تقدیم از حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ 17
خاکہ مضامین 20
تمہید 21
پہلی فصل: بعض اصطلاحات کی تعریف 21
عقیدہ توحید: 21
اصول دین: 21
الفقہ الاکبر: 22
دوسری فصل: توحید کی اہمیت وفضیلت 23
عبادت صرف ایک اللہ تعالیٰ کی: 23
عقیدہ توحید قدیمی وفطرتی عمل ہے: 24
عبادت پیدا کرنے والا کا حق ہے: 25
عبادت کیا ہے؟ 26
انسانی زندگی کا مقصد: 27
جنت کا حصول اور جہنم سے نجات: 28
تیسری فصل: توحید کے خصائص 30
1۔ عقیدہ توحید توقیفی ہے: 30

2۔عقیدہ توحید غیبی ہے: 32
3۔شامل اور کامل: 32
4۔عقیدہ توحید کی وسطیت (مبنی بر اعتدال) ہونا: 33
ا۔امت محمدیہ کا دیگر امتوں کے (وسط) درمیان میں ہونا: 33
انبیاء اور رسل کے فضائل میں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان 34
عبادت کے اعتبار سے یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہونا 35
۲۔اہل السنۃ والجماعہ کا مختلف فرقوں کے (وسط) درمیان میں ہونا 35
اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں مختلف فرقوں کے وسط میں ہونا.......... 35
کبیرہ گناہ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعہ کا دوسرے فرقوں کے 36
باب اول: عقیدہ توحید..38
پہلی فصل: توحید ربوبیت 39
عقیدہ توحید کی قسمیں: 39
توحید کی پہلی قسم ربوبیت: 41
ربوبیت کی تعریف: 41
توحید ربوبیت کا تقاضا: 42
توحید ربوبیت کے دلائل: 42
کیا توحید ربوبیت اکیلی کافی ہے؟ 44
دوسری فصل: توحید اسماء وصفات 51
اسماء و صفات کی تعریف: 51
تحریف: 51
تعطیل: 51
تکییف: 52

تمثیل: 52
خلاصہ: 52
اسماء و صفات کے متعلق چند ایک قواعد: 53
اللہ تعالیٰ کے 99 اسمائے حسنیٰ: 56
اللہ تعالیٰ کی صفات: 57
.1ثبوتیہ: 57
.2سلبیہ: 57
1۔ ذاتی صفات: 58
1۔صفة الإرادة والمشيئة(ارادہ اور مشیت): 58
2۔صفة العلم(علم): 59
3۔صفة القدرة(قدرت): 60
4۔صفة الحياة والقيومية(ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنے والا): 61
5۔صفة الوجه(چہرہ): 62
6۔صفة اليدين (دوہاتھوں کا ہونا): 62
7۔صفة العين(آنکھیں): 63
8۔صفة السمع والبصر (سننا اور دیکھنا): 64
9۔صفة الكلام (کلام کرنا): 65
2۔ فعلی صفات: 65
1۔صفة الحب(محبت کرنا): 66
2۔صفة الرحمة والمغفرة (رحمت اور مغفرت فرمانا):...................... 67
3۔صفة الرضا والغضب(راضی ہونا اور ناراض ہونا) 67
4۔صفة الضحك(ہنسنا): 68

5۔ صفة الاستواء (بلند ہونا): 68
6۔صفة المجئ (اللہ رب العالمین کا آنا): 70
7۔صفة المعية (اللہ کا ساتھ ہونا): 71
تیسری فصل: توحید الوہیت (عملی) 73
الوہیت کی تعریف: 73
الوہیت کی اصطلاحی تعریف: 73
توحید الوہیت کی فضیلت: 73
عقیدہ توحید کا حامل گنہگار انسان: 76
ایمان کی تعریف: 77
توحید الوہیت اور توحید ربوبیت میں فرق: 81
توحید الوہیت کی اساس اور بنیاد: 82
"لا إله إلا الله" کا معنی: 83
"لا إله إلا الله" کے ارکان: 84
شرطیں "لا إله إلا الله" کی آٹھ شرطیں ہیں: 84
تکفیر مطلق و معین کا مفہوم و حکم: 86
"لا اله الا الله" کے نواقض: 87
حضرت خضر علیہ السلام کا موسی علیہ السلام کی مخالفت کی حقیقت: 89
عبادت کی تعریف: 90
عبادت کی شرائط: 90
عبادت کی اقسام: 90
1۔اعتقادی عبادت: 90
2۔ قلبی عبادات: 91

3۔ قولی عبادت: 91
4۔ بدنی عبادت: 91
5۔ مالی عبادت: 91
عبادت کے ارکان: 91
1۔ محبت: 92
2۔ رجاء(امید): 92
3۔ خوف: 92
دوسرا باب: عقیدہ توحید کی مخالف چیزیں 93
پہلی فصل: شرک 95
شرک کی اقسام: 95
شرک اکبر اور شرک اصغر میں فرق: 95
شرک کی تعریف: 96
مشرک کا انجام: 96
شرک اکبر کی قسمیں: 98
ا. ربوبیت میں شرک: 98
۲۔ الوہیت میں شرک: 99
الوہیت میں شرک کی قسمیں: 99
1۔ دعا میں شرک: 99
2۔ شفاعت میں شرک: 100
3۔ ارادہ اور نیت میں شرک (ریاکاری): 100
4۔ اطاعت میں شرک: 101
5۔ محبت میں شرک: 101

6۔خوف(ڈر)میں شرک: 102
۳۔اسماءوصفات میں شرک: 103
1۔تشبیہ: 103
2۔اشتقاق: 103
شرک اصغر: 103
شرک اصغر کی قسمیں: 104
شرک کے ذرائع: 105
1۔غیر مشروع وسیلہ: 105
مشروع وسیلہ: 105
غیر مشروع وسیلہ: 105
دوسری فصل:کفر..107
کفر کی تعریف: 107
کفر کی اقسام: 107
کفر اکبر کی اقسام: 107
1۔کفرالجُحُود(انکار کرنا):۔ 107
2۔کفر الاستکبار(تکبر):۔ 108
3۔علم غیب کادعوی کرنا: 108
4۔التنجیم: 108
کفر اکبر اور کفر اصغر میں فرق : 108
کفر اصغر کی چند ایک مثالیں: 109
تیسری فصل:نفاق 110
نفاق کی تعریف: 110

نفاق کی قسمیں: 110
۱۔ اعتقادی نفاق: 110
اعتقادی نفاق کا حکم: 110
اعتقادی نفاق کی صفات: 111
۲۔ عملی نفاق: 111
عملی نفاق کی تعریف: 111
عملی نفاق کا حکم: 111
عملی نفاق کی صفات: 111
تیسرا باب: الولاء والبراء 113
پہلی فصل: الولاء والبراء کی تعریف اور اس کی اہمیت 114
الولاء والبراء کی لغوی واصطلاحی تعریف: 114
عقیدہ الولاء والبراء کا مفہوم: 115
عقیدہ الولاء والبراء کی فضیلت: 115
دوسری فصل: الولاء والبراء اور اس کے تقاضے 122
کن لوگوں سے محبت اور کن سے نفرت ہونی چاہیے؟ 122
الولاء یعنی اہل ایمان سے محبت کے تقاضے: 124
کفار سے محبت کی علامتیں: 126
البراء یعنی کفار سے نفرت کے تقاضے: 131

انتساب

کتاب ہذا کا انتساب اپنے والد محترم حاجی محمد یعقوب والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہما
کے نام جن کی محنتوں، کاوشوں اور دعاؤں کی بدولت اللہ تعالی نے دین کا
طالب علم بنایا۔

اللہ تعالی دونوں کی قبروں کو منور فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے
اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں
جگہ عطا فرمائے۔ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾

آمین یارب العالمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

الحمد لله والصلاة والسلام على رسوله الكريم، أما بعد:

اللہ سبحانہ وتعالی کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہم کو نہ صرف اشرف المخلوق بنایا بلکہ دین اسلام جیسی عظیم ترین نعمت سے بھی نوازا، روئے زمین پر عقیدہ توحید سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، جس پر انسان کی نجات ممکن ہے اور جس مقصد عظیم کے لیے اللہ تعالی نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اور رسول علیہم السلام مبعوث فرمائے سب کی دعوت کا انحصار عقیدہ توحید تھا، رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا آغاز اسی عقیدہ سے ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی نشر واشاعت کے لیے روانہ فرمایا تو بھی یہی حکم صادر فرمایا: "سب سے پہلے عقیدہ توحید کی دعوت دینی ہے"، سلف وصالحین اور ان کے متبعین کا بھی یہی منہج رہا، جو کہ ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا۔

عقیدہ سے مراد:

عقیدہ سے مراد ارکان ایمان ؛ اللہ تعالی، فرشتوں، آسمانی کتابوں، انبیاء ورسل، یوم آخرت، تقدیر پر ایمان رکھنا ہے۔ اور توحید سے مراد اللہ تعالی پر ایمان کی تفصیل یعنی ربوبیت، الوہیت، اسماء وصفات پر ایمان رکھنا اور ان کے مخالف امور یعنی شرک، کفر، نفاق کی پہچان حاصل کرنا ہے۔

عقیدہ توحید کا تقاضا:

(الولاء والبراء) اللہ کے لیے دوستی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ان سارے مضامین کو قاری ان شاء اللہ کتاب ہذا میں اختصار کے ساتھ پائے گا۔

کتاب کے آغاز میں تمہید جس میں چند ایک اصطلاحات اور توحید کی اہمیت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالی ان سطروں کو میرے لیے، میرے والدین کریمین رحمۃ اللہ علیہما اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔ میں شکر گزار ہوں استاد محترم حافظ عبد الوہاب روپڑی صاحب، پروفیسر سیف اللہ خالد صاحب، حافظ شاہد رفیق صاحب، ڈاکٹر امجد شاہ صاحب، عبد العزیز بھائی، حافظ طاہر بھائی، جاوید بھائی، نبیل بھائی، محترم اعجاز صاحب اور دیگر احباب کا جن کے مفید مشوروں سے یہ کام اپنے پایہ تکمیل کو پہنچا، اللہ تعالی تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی غلطی دیکھیں تو ضرور آگاہ فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں ضرور اصلاح کر لی جائے گی۔

ابو حمزہ مقصود احمد المدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی، سعودی عرب

14 محرم الحرام 1446ھ، الموافق 20 جولائی 2024ء

بعد از نماز عصر

مسجد نبوی مدینہ منورہ

تقریظ 1

مخلوق کا خالق و مالک، رازق اور متصرف الامور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔ اس چیز کو مخلوق کے قلوب و اذہان میں راسخ کرنے کے لیے نبوت کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ تمام انبیاء کرام کی دعوت کا محور توحید باری تعالی تھا اس لیے تمام انبیاء نے سب سے پہلے اپنی قوم کو دعوت توحید دی۔ اس کی ابتدا سیدنا نوح علیہ السلام سے ہوئی اور اختتام نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ (64) وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر:64-65)

"آپ کہہ دیجیے: کیا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو، (کیا میں تمھاری بات مان کر) ان کی عبادت شروع کر دوں اے جاہلو! اور تحقیق آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں (انبیاء) کی طرف وحی کی گئی، اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔"

رسول اللہ ﷺ کے بعد دعوت توحید کا فریضہ صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ کرام اور علمائے ربانی نے بحسن طریق ادا کیا۔ اس فریضہ تبلیغ کے سبب بسا اوقات ان کو مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا مگر اُن کے پائے استقلال

میں جنبش تک پیدا نہ ہوئی بلکہ انھوں نے مزید استقامت کے ساتھ یہ فریضہ سر انجام دیا پھر نصرت الٰہی اُن کے شامل حال رہی اور وہ مخلوق باری تعالیٰ کو اسباب ہدایت میسر کرتے رہے۔

اس سلسلے کی ایک کڑی ہمارے ممدوح مقصود احمد مدنی ہیں۔ موصوف نے توحید اور شرک کے موضوع پر ایک مختصر مگر جامع کتابچہ تالیف فرمایا ہے، جس میں توحید کے فوائد و ثمرات اور شرک کے دنیوی و اخروی نقصانات واضح کرتے ہوئے یہ بھی راہ نمائی کی کہ اہل اسلام کو کن لوگوں کے ساتھ قلبی تعلق قائم کرنا چاہیے۔ موصوف نے یہ کتابچہ عام فہم اور آسان اسلوب میں توحید اور شرک کی اقسام بیان کی ہیں تاکہ اہل علم اور عام قاری بھی باآسانی مستفید ہو سکے۔

آخر میں، میں تہہ دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس تالیف کو مقبولیت عامہ بخشے اور مؤلف و قارئین کرام کے لیے دنیوی و اخروی کامیابیوں کا باعث بنائے اور موصوف کے قلم میں مزید قوت اور روانی پیدا فرمائے۔ آمین

حافظ عبد الوہاب روپڑی

2024-07-14ء

تقریظ 2

بسم الله الرحمن الرحيم، الحمد لله والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، اما بعد:

توحید دین اسلام کی بنیاد ہے، یہ سب سے پہلا فرض ہے جس کا اقرار کرنا اور اسے دل وجان سے قبول کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس کے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں (انبیاء ورسل) کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو غیر اللہ کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی میں لگائیں۔

توحید کی خاطر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں اور ان گنت مسلمانوں نے اس کے لیے اپنی جانوں تک کو قربان کرکے جام شہادت نوش کیا۔ توحید سے ہی ایک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق واقع ہوتا ہے، توحید کو اگر کما حقہ قبول کر لیا جائے، اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور اسی پر موت آئے تو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے، اور اگر اسے کما حقہ قبول نہ کیا جائے تو اسی پر اللہ تعالیٰ نے جھنم کی وعید سنائی ہے اور اسے قبول نہ کرنے والے انسان پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔

عقیدہ توحید کے متعلق ہمارے بھائی اور دوست، کتاب وسنت کے داعی محترم مولانا مقصود احمد مدنی حفظہ اللہ نے نہایت شاندار مجموعہ تیار کیا ہے، جسے پڑھ

اور سمجھ کر ایک انسان آسانی سے عقیدہ توحید کے متعلقہ امور کا فہم حاصل کر سکتا ہے، میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اور اس کو عام وخاص کے لئے نافع پایا ہے، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے، اور مؤلف محترم اور ان کے والدین، عزیز واقارب اور عام مسلمانوں کے لیے دنیا وآخرت کی فلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

ابو نعمان سیف اللہ خالد

مرکز القادسیہ چوبرجی چوک لاہور پاکستان

9 محرم الحرام 1446ھ

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو توحید کی معرفت اور اس کے تقاضوں سے عہدہ برا ہونے کے لیے تخلیق کیا ہے، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ: قال تعالی: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "ای لیوحدون"

یعنی میں نے جن وانس کو اپنی توحید پر عمل پیرا ہونے کے لیے پیدا کیا ہے۔

عقیدہ توحید کی عظمت واہمیت اس بات سے بھی عیاں ہے کہ اسی کی خاطر انبیاء ورسل کی بعثت ہوئی اور اسی غرض سے آسمانی کتب کا نزول ہوا جس کی تفصیل قرآن مجید میں کئی جگہ بیان ہوئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں تمام انبیاء کی دعوت کا نقطہ آغاز یہی تھا کہ اللہ واحد معبود ہے، اس کے سوا تمھارا کوئی الہ ہے اور نہ کوئی نفع ونقصان کا مالک۔ اور آخر الزمان پیغمبر جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب اپنی دعوت کا آغاز کیا تو اسی دعوت توحید سے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو انھیں بھی یہی تلقین فرمائی: "فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللَّهَ تَعَالَى". (البخاري:7372)

یعنی تمھاری دعوت کا نقطہ آغاز یہ ہونا چاہیے کہ وہ توحید الٰہی کا اقرار کر

لیں۔ اسی اہمیت کی بناپر ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے خود بھی توحید الٰہی کی معرفت حاصل کرے، اس کی اہمیت کو سمجھے اور پھر اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تعلیم دے۔ جیسا کہ سنت نبویہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں تک کو امورِ توحید سکھایا کرتے تھے، جس طرح حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے۔(سنن الترمذی:2516) کیوں کہ توحید کا اعمال صالحہ کے لیے وہی مقام ہے جو ایک جسم کے لیے روح کی حیثیت ہوتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں ہمارے فاضل بھائی حافظ مقصود احمد مدنی صاحب نے توحید کی اہمیت اجاگر کی ہے اور شرک کی خرابیاں واضح کی ہیں۔ اس رسالے کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں علمائے محققین اور ائمہ سنت کی تحقیقات سے استفادہ کرتے ہوئے توحید کے متعلق مختلف مباحث اور اصطلاحات کو بڑی وضاحت سے آسان پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، اسی طرح سے شرک کی اقسام اور اس کے متعلق دیگر چیزوں کو بڑی عمدہ ترتیب سے ذکر کیا ہے جو آج ایک عام مسلمان کے لئے اپنے عقیدہ وعمل کی حفاظت کے لیے جاننا اور سمجھنا بہت ضروری ہے۔ یہ کتاب تمہید اور تین ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں تمہید کے اندر تین فصلوں میں توحید کے متعلق اہم اصطلاحات، اہمیت اور فضیلت بیان کی ہے۔ پھر پہلے باب میں توحید کی تین اقسام: ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات کا مفصل ومدلل تذکرہ کیا ہے، دوسرے باب میں توحید کے مخالف امور: شرک، کفر اور نفاق کے متعلق شرعی ہدایت بیان کی ہیں۔ اور تیسرے باب میں الولاء والبراء (دوستی ودشمنی) کا مفہوم اور اس کے تقاضوں کو ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب کے چند نمایاں موضوعات کا ایک سرسری تذکرہ ہے، وگرنہ ان مباحث کے ضمن میں

مولف نے ان مسائل کو مدلل کرنے کے لیے کثرت سے نصوص شرعیہ اور ان سے استدلالات پیش کیے ہیں، علمائے سنت کی کتب عقیدہ سے بڑی نادر تحقیقات اور بحوث کا نچوڑ رقم کیا ہے جو یقینا ہمارے یہاں اردو دان طبقے میں عوام وخواص کے لیے بے حد مفید ثابت ہو گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالی اس کتابچے کے مولف حافظ مقصود احمد مدنی حفظہ اللہ کو جزائے خیر دے اور ان کی اس کاوش کو قبول فرما کا افادہ عام کا ذریعہ بنائے اور ان کے لیے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔ اور انھیں آیندہ بھی ایسی ہی علمی کاوشیں بروئے کار لانے کی مزید توفیق سے نوازے۔ آمین یارب العالمین

حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ

خاکہ مضامین

تمہید: توحید کی اہمیت، بعض اصطلاحات کی تعریف، اور توحید کی خصوصیات

پہلی فصل: عقیدہ توحید میں استعمال ہونے والی بعض اصطلاحات کی تعریف

دوسری فصل: توحید کی اہمیت وضرورت

تیسری فصل: توحید کے خصائص وفضائل

پہلا باب: عقیدہ توحید

پہلی فصل: توحید ربوبیت

دوسری فصل: توحید اسماء وصفات

تیسری فصل: توحید الوہیت

دوسرا باب: عقیدہ توحید کے مخالف امور

پہلی فصل: شرک

دوسری فصل: کفر

تیسری فصل: نفاق

تیسرا باب: الولاء والبراء

پہلی فصل: الولاء والبرء کا مفہوم وفضیلت

دوسری فصل: الولاء والبراء (دوستی ودشمنی) اور اس کے تقاضے

تمہید

کسی بھی چیز کے تعارف سے قبل اس کی اہمیت جاننا لازمی ہے، جب اہمیت سے آگاہی ہو، تو پھر اس مطلوبہ چیز کے حصول میں مزید دلچسپی پیدا ہوتی ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس روئے زمین پر فضیلت کے اعتبار سے تمام علوم وفنون سے بڑھ کر جس کا مقام ہے وہ عقیدہ توحید ہے، عقیدہ توحید کے مسائل سے قبل اس سے متعلق اہم علمی اصطلاحات کا تعارف ضروری ہے تاکہ موضوع کے متعلقہ اہم وبنیادی باتوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلی فصل: بعض اصطلاحات کی تعریف

عقیدہ توحید:

ربوبیت، الوہیت، اور اسماء وصفات میں اللہ رب العزت کے اکیلا ہونے کی پختہ تصدیق، اور اس پر یقین جازم، عقیدہ توحید کہلاتا ہے۔(1)

اصول دین:

اصول دین سے مراد ایسی اشیاء جن پر دین کی بنیاد قائم ہو۔(2)

---

(1) الأسئلة والاجوبة في العقيدة للشيخ صالح الأطرم (ص:7)

(2) المفيد في مهمات التوحيد للدكتور عبد القادر عطاء صوفي (ص:19)

الفقہ الاکبر:

لغت میں ہر وہ علم جس سے کسی چیز کی معرفت اور پہچان ہو اس کو فقہ کہتے ہیں۔(3) شریعت کی اصطلاح میں الفقہ الاکبر سے مراد عقیدہ توحید ہے۔ (4)

(3) المفردات للراغب الاصفهاني(ص:384)

(4) المفيد في مهمات التوحيد (ص:26)، عقیدۃ توحید کے ان اسماء کے علاوہ بھی کئی ایک نام ہیں، مثلا:التوحيد، السنة، الايمان، الاعتقاد، الشريعة،وغیرہ.

دوسری فصل: توحید کی اہمیت وفضیلت

توحید دین اسلام کا خلاصہ اور بنیاد ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحۃ:4)۔

"ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔"

بعض سلف کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے اور سورہ فاتحہ کا خلاصہ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ہے۔

"آیت کے پہلے حصہ میں شرک سے بیزاری کا اعلان جبکہ دوسرے جملہ میں اپنی طاقتوں اور قوتوں کی کمزوری کا اقرار اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے تمام کاموں کی سپردگی کا اظہار ہے۔" (5)

عبادت صرف ایک اللہ تعالیٰ کی:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی کسی بھی طرح عبادت بجالانا جائز نہیں، کوئی نبی ہو یا رسول، فرشتہ ہو یا انسان، جاندار ہو یا بے جان، شجر ہو یا حجر، پیر ہو یا فقیر، ولی ہو یا عاصی، غرض عبادت صرف اور صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک کا حق ہے، اسی مقصد کے لئے رب العالمین نے تمام رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (سورۃ النحل :36)

---

(5) تفسیر ابن کثیر (48/1)

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو انھیں یہی کہتا تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

﴿ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ "ہر اس معبود کی عبادت سے اجتناب کرو جو اللہ کی ذات کے علاوہ ہے، مثلا شیطان، نجومی، بت اور ہر وہ انسان جو گمراہی کی طرف دعوت دے۔" (6)

"ہر قوم اور گروہ کی طرف رسول مبعوث کیے گئے جو سب کے سب اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیتے اور دیگر معبودان باطلہ کی عبادت سے منع کرتے تھے۔" (7)

عقیدہ توحید قدیمی و فطرتی عمل ہے :

عقیدہ توحید قدیم ہے نا کہ شرک جیسا کہ بعض ملحدین کا دعوی ہے کہ شرک توحید سے قدیم تر ہے، سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے انتقال کے بعد شرک کا آغاز ہوا، یہ عقیدہ و نظریہ رکھنا کہ شرک پہ قائم رہنا اللہ کو پسند ہے درست نہیں۔

"سو توحید اور دین حق کی تعلیم کوئی نئ تعلیم نہیں، بلکہ یہ سلسلہ مبارکہ ابتداء انسانیت سے چلا آرہا ہے۔ منکرین و مشرکین کا یہ کہنا بالکل غلط، اور خلاف واقعہ ہے، کہ جس کفر و شرک پر وہ چل رہے ہیں، اللہ کو پسند ہے، والعیاذ باللہ، بلکہ اصل حقیقت اسکے برعکس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول بھیجا جو لوگوں کو

---

(6) تفسير قرطبي (103/10)

(7) تفسير ابن كثير (489/4)

اس بات کی تعلیم و تلقین کرے کہ تم لوگ بندگی صرف اللہ وحدہ لاشریک ہی کی کرو۔ اور طاغوت کی پوجا سے ہر حال میں بچ کر رہو۔" (8)

عبادت پیدا کرنے والا کا حق ہے:

عبادت صرف اور صرف اسی کا حق ہے جو خالق، مالک، رزاق اور کائنات کے نظام کو چلانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ (الاسراء: 23)

"اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے شرک سے منع کرنے کے بعد توحید کا حکم دیا چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَقَضَى ﴾، آپ کے رب نے (دینی) فیصلہ کر دیا، اور شرعی حکم صادر فرمایا: ﴿ أَلَّا تَعْبُدُوا ﴾، کہ تم لوگ عبادت نہ کرو، یعنی زمین اور آسمان کے رہنے والوں، زندوں یا مردوں میں سے کسی کی بھی۔ ﴿ إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ مگر صرف اس کی، کیونکہ وہ واحد و یکتا، فرد و بے نیاز ہے۔ جو ہر صفت کمال کا مالک ہے۔" (9)

اس آیت کریمہ میں دو حکم ہیں:

1. عبادت الٰہی میں کسی کو شریک نہ کرنا۔

---

(8) تفسير مدني (النحل: 36)

(9) تفسير سعدي (ص:456)

2. والدین کے ساتھ حسن سلوک۔" (10)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (النساء: 36)

"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرو۔"

عبادت کیا ہے؟

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ وہ واحد اور لاشریک ہے۔ یہ درحقیقت اس کی عبودیت کے دائرے میں داخل ہونے، محبت، انکساری، ظاہری اور باطنی تمام عبادات میں اخلاص کے ساتھ اس کے تمام احکامات کی تعمیل کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک اصغر اور شرک اکبر سمیت ہر قسم کے شرک سے روکتا ہے۔ کسی فرشتہ، نبی، ولی یا دیگر مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے سے منع کرتا ہے، جو خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع و نقصان، موت وحیات اور دوبارہ زندہ کیے جانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص واجب ہے جو ہر لحاظ سے کامل اور مکمل اور مالک ہے۔ وہ کائنات کی تدبیر کر رہا ہے جس میں اس کا کوئی شریک ہے نہ معاون اور مددگار۔" (11)

---

(10) تفسير الحسنات (الاسراء: 23)

(11) تفسير سعدي (ص:177)

انسانی زندگی کا مقصد:

انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالی کی توحید کا علم حاصل کرنا اور اسی ہی کی عبادت بجا لانا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاريات: 56)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

رب تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ تقاضا ہے کہ وہ اس اکیلے کو اپنا رب اور معبود مانیں، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُواْ رَبَّكُمُ ﴾ (البقرة: 21) [وحِّدُوا ربَّكُم] "اپنے رب کو ایک مانو۔" (12)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "معنی یہ کہ ہے میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ میں انہیں عبادت کا حکم دوں۔" (13)

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس کا معنی ہے میں انہیں حکم دوں اور انہیں منع کروں۔" (14)

(12) تفسیر طبری (362/1)

(13) تفسير قرطبي (55/17).

(14) تفسير قرطبي (56/17).

جنت کا حصول اور جہنم سے نجات:

عقیدہ توحید کی بدولت ہی نجات ممکن ہے، اگرچہ انسان کے گناہ اس قدر زیادہ ہوں کہ وہ آسمان کی وسعت کو چھو لیں لیکن جو انسان حالت شرک میں مرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے اگرچہ اس کی نیکیاں آسمان کے کناروں تک کیوں نہ پہنچ جائیں۔

عن أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: {قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ، وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً} (15)

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے مغفرت کی امید رکھے گا۔ میں تجھے معاف کرتا رہوں گا، خواہ تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک ہی پہنچ جائیں۔ تب بھی اگر تو مجھ سے مغفرت مانگے گا تو میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اے ابن آدم! مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ کرنے کے بعد مجھ سے اس حالت میں ملے کہ تو نے شرک نہیں کیا تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت عطا کروں گا۔"

عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَلِمَةً قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

(15) سنن الترمذي (3540)، السلسلة الصحيحة (127).

{مَنْ مَاتَ وَهْوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ} (16)

"حضرت عبد اللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس آدمی کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنا کر پکارتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

وعن جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: {مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ} (17)

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو کوئی اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ جو کوئی اس حال میں ملے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

---

(16) صحيح البخاري (4497)

(17) صحيح مسلم (93)

تیسری فصل: توحید کے خصائص

عقیدہ توحید کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1. عقیدہ توحید کا توقیفی ہونا۔
2. عقیدہ توحید کا غیبی ہونا۔
3. عقیدہ توحید کا شامل اور کامل ہونا۔
4. عقیدہ توحید کی وسطیت یعنی مبنی بر اعتدال ہونا۔

1۔ عقیدہ توحید توقیفی ہے:

"عقیدہ توحید اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پورے کا پورا بیان کر دیا ہے، کوئی بھی ایسا پہلو یا جزء نہیں کہ جس کا تعلق عقیدہ کے ساتھ ہو اور اس کو ترک کر دیا گیا ہو۔" (18)

"لہٰذا امت مسلمہ کو چاہیے کہ ان کے عقائد کا انحصار شریعت کے بیان کردہ فرامین کے مطابق ہو۔" (19)

عقیدہ توحید کے توقیفی ہونے کا مطلب یہ کہ:

1. عقیدہ توحید کے مراجع و مصادر اور مآخذ (دلائل) صرف اور صرف

---

(18) الطوبی في توحید اسماء الله الحسنی لاکرم غانم إسماعیل تکاي (ص:67)

(19) الجواب المفید لمن سأل عن مصطلحات التوحید لأکرم غانم إسماعیل تکاي(ص:8)

کتاب وسنت ہیں۔

2. جو کچھ عقیدہ توحید کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہوا، اسی پر ہی اکتفاء کرنا چاہیے نا کہ اپنی طرف سے عقائد وایمانیات میں اضافہ کرتے ہوئے یہ تاثر دینا کہ یہ بھی عقائد میں شامل ہے۔ یہ فعل سراسر ضلالت وگمراہی ہے۔

3. عقیدہ توحید میں وہی الفاظ واصطلاحات استعمال کی جائیں جو شریعت نے بیان فرمائیں، اپنی ذاتی رائے قائم نہ کی جائے اور نہ مبتدعہ (گمراہ کن عقائد و نظریات رکھنے والے فرقوں) کی طرف سے ایجاد کردہ الفاظ وکلمات باب العقائد میں بیان کیے جائیں۔ (20)

بے شک اللہ رب العالمین نے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے اور وحي الہی کا سلسلہ منقطع ہوچکا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة: ٣)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا۔"

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ، فَهُوَ رَدٌّ» - (21)

"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات

(20) الوجيز في توحيد الاسماء الحسنى اكرم غانم إسماعيل تكاي (ص:31)

(21) صحيح البخاري (2697)

نکالی جو دین میں سے نہیں، وہ نا قابل قبول ہے۔"

"یہ حدیث نہ صرف دین اسلام بلکہ عقائد کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔" (22)

2۔ عقیدہ توحید غیبی ہے:

عقیدہ توحید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ "عقیدہ توحید غیبی امور پر مشتمل ہے، اس میں عقل کا کوئی عمل دخل نہیں، لہٰذا عقیدہ توحید میں صرف اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان لانا لازمی اور ضروری ہے۔" (23)

جیسا کہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید کے آغاز میں فرمایا:﴿ الم_ ذَلِكَ الْكِتَابُ لا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ_ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ﴾ (البقرة: 1-3)

"اللہ اعلم بمرادہ، یہ کتاب اس میں کوئی شک نہیں، بچنے والوں کے لیے سراسر ہدایت ہے۔ وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔"

3۔ شامل اور کامل:

عقیدہ توحید کی خصوصیات میں سے عقیدہ توحید کا شامل اور کامل یعنی کہ "ہر طرح کی چیز کو بیان کرنا، اور تمام ایمانیات کی جزئیات کا احاطہ کرنا ہے۔"(24)

(22) عقيدة أهل السنة والجماعة للعقل (ص:39).

(23) المفيد في مهمات التوحيد (ص: 30)

(24) المفيد في مهمات التوحيد (ص:31)

4۔ عقیدہ توحید کی وسطیت (مبنی بر اعتدال) ہونا:

وسطیت کا مفہوم یہ ہے کہ بغیر افراط و تفریط اور بغیر غلو و تنقیص کے اعتدال کے ساتھ قرآن وسنت کے مطابق عقائد اپنانا، اور اہل السنۃ والجماعہ (اہل الحدیث) کا مختلف باطل فرقوں اور منحرف ادیان کے درمیان ہونا۔

عقیدہ توحید وسطیہ (درمیان) میں دو چیزوں کے اعتبار سے ہے:

1) امت محمدیہ کا دیگر امتوں کے وسط (درمیان) میں ہونا۔

2) اھل السنۃ والجماعہ کا مختلف فرقوں کے وسط (درمیان) میں ہونا۔

ا۔ امت محمدیہ کا دیگر امتوں کے (وسط) درمیان میں ہونا:

یعنی اللہ کی صفات میں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہونا۔ عقیدہ توحید اور اسماء وصفات میں امت محمدیہ یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہیں۔ "یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا: کہ اللہ تعالی بخیل، فقیر ہیں ، تھکاوٹ کے بعد آرام، اور کبھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔" (25) نعوذ بالله من ذلك۔

"اور عیسائیوں نے غیر اللہ کو اللہ کی صفات کے ساتھ متصف کرتے ہوئے کہا: کہ عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت اللہ یا اللہ کے بیٹے ہیں جو کہ خالق و رازق ہیں، گناہوں کو معاف کرتے ہیں اور جزاء وسزا کے مالک بھی ہیں۔" (26)

---

(25) وسطية أهل السنة بين الفرق لمحمد با كريم محمد با عبد الله (238)

(26) منهاج السنة النبوية لابن تيمية (169-168/5)

بلکہ عیسائیت میں عقیدہ تثلیث کے مطابق تین مل کر خدا بنتا ہے: عیسیٰ، مریم اور روح القدس علیہم السلام۔ حتیٰ کہ عیسائیوں کے بعض فرقوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے بیٹے، اور بعض کے نزدیک -نعوذ باللہ- اللہ ہیں۔ لیکن اہل السنۃ والجماعہ کے نزدیک اللہ تعالی کی صفات کو بعینہٖ اسی طرح بیان کرنا لازم وضروری ہے، جیسا کہ قرآن وحدیث میں بیان ہوا، ہر طرح کی تمثیل و تعطیل کے بغیر عقیدہ رکھنا کہ اللہ رب العالمین تمام صفات کمال سے متصف ہیں۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی اس جیسا نہیں، نہ اس کی ذات میں اور نہ ہی اس کی صفات وافعال میں۔ بس یہودیوں نے اللہ تعالی کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی، جو اس کی شایان شان نہیں، اور عیسائیوں نے غیر اللہ کو اللہ تعالی کی صفات سے متصف کیا۔

انبیاء اور رسل کے فضائل میں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہونا:

امت محمدیہ انبیاء اور رسل علیہم السلام فضائل میں یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہیں۔ یہودیوں نے انبیاء کی شان میں نہ صرف گستاخی کی بلکہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کیا، اور مختلف طرح کے بہتان اور تہمتیں بھی لگائیں عیسائیوں نے انبیاء کرام کی شان میں غلو کیا، اللہ کے علاوہ ان کو رب اور عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنایا۔

"لیکن امت محمدیہ نے انبیاء کرام کے بارے وہی عقائد اپنائے جس طرح اللہ رب العالمین نے حکم دیا۔ انبیاء کرام کی اطاعت کی اور ادب واحترام بھی، پیغمبروں کی شان میں غلو کرتے ہوئے یہ نہیں کہا: کہ وہ معبود ہیں اور نہ ہی فرشتہ،

نہ ہی نفع و نقصان کے مالک اور نہ ہی غیب جاننے والے۔" (27)

عبادت کے اعتبار سے یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہونا

امت محمدیہ عبادت کے اعتبار سے یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان میں ہیں۔ "جیسا کہ یہودیوں نے اپنے علم پر عمل نہ کیا تو ان پر اللہ تعالی کا غضب ہوا، عیسائیوں نے بغیر علم کے اللہ تعالی کی عبادت کی اور گمراہ ہوئے۔ جبکہ امت محمدیہ نے علم کے مطابق عمل اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائی۔" (28)

۲۔ اہل السنۃ والجماعہ کا مختلف فرقوں کے (وسط) درمیان میں ہونا

جس طرح امت محمدیہ تمام ادیان میں امت وسط ہے، اسی طرح اہل السنۃ تمام فرقوں میں وسطیت پر قائم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں مختلف فرقوں کے وسط میں ہونا

اہل السنۃ والجماعہ (اہل الحدیث) اللہ تعالی کے اسماء وصفات کے لحاظ سے معطلہ اور مشبہ کے وسط (درمیان) میں ہیں۔

معطلہ:

معطلہ ایسا گروہ ہے، جس میں مختلف فرقے شامل ہیں، جو اللہ تعالی کی صفات کا انکار کرتے ہیں، یہ انکار یا تو کلی طور پر ہوگا؛ جیسا کہ فرقہ جہمیہ اور معطلہ نے اللہ تعالی کی صفات کا مکمل انکار کیا یا جزوی نفی؛ جیسا کہ فرقہ اشاعرہ اور

(27) وسطية اهل السنة لباكريم(ص:238)

(28) وسطية اهل السنة لباكريم(ص:240)

ماتریدیہ نے صرف سات صفات کو تسلیم کیا اور باقی کا انکار کر دیا۔

مشبہ:

مشبہ بھی مختلف فرقوں کا حامل گروہ ہے، جو اللہ رب العالمین کی صفات کی تشبیہ بیان کرتا ہے، جیسا کہ فرقہ کرامیہ اور ہشامیہ نے صفات اللہ کو تسلیم تو کیا لیکن تمثیل کے ساتھ۔ (29)

اہل السنۃ والجماعہ:

اہل السنۃ والجماعہ کا عقیدہ ان دونوں باطل فرقوں کے وسط میں ہے، نہ اللہ تعالی کی صفات کا انکار کرتے ہیں، اور نہ ہی تشبیہ بلکہ جیسے رسول اللہ ﷺ نے بتایا، ویسے ہی بغیر تحریف وتعطیل، تشبیہ وتمثیل کے ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: 11)

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

کبیرہ گناہ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعہ کا دوسرے فرقوں کے وسط میں ہونا

کبیرہ گناہ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعہ (اہل الحدیث) وعیدیہ اور مرجئہ کے وسط میں ہیں۔

---

(29) المفيد في مهمات التوحيد (ص:37)

وعیدیہ (خوارج و معتزلہ):

ان کا عقیدہ ہے گنہگار انسان جہنمی ہے، چاہے وہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ (جو صغیرہ و کبیرہ میں فرق کرتے ہیں)۔ اور کبیرہ گناہ کا مرتکب انسان ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

مرجئہ:

مرجئہ کے نزدیک مسلمان جتنے بھی گناہ کرلے (شرک کے علاوہ) قیامت کے دن وہ بغیر سزا کے جنت میں داخل ہو گا۔ گناہوں سے انسان کے ایمان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ (30)

اہل السنۃ والجماعہ:

"اہل السنۃ والجماعہ کا عقیدہ ہے کہ اگر مؤحد انسان بغیر توبہ کیے فوت ہو جاتا ہے، تو اس کا معاملہ اللہ عزوجل کی مشیت کے تابع ہے، اگر چاہے تو اللہ تعالی اسے معاف کردے اور اس کو بغیر سزا دیے جنت میں داخل فرمادے، اگر چاہے تو اس گنہگار مسلمان کو اس کے گناہوں کی سزا کے بعد جنت عطا فرمادے۔" (31)

(30) وسطية اهل السنة بين الفرق لباكريم (ص: 355)

(31) منهاج السنة (467/1)

پہلا باب:

عقیدہ توحید

پہلی فصل: توحید ربوبیت

دوسری فصل: توحید اسماء وصفات

تیسری فصل: توحید الوہیت

پہلی فصل: توحید ربوبیت

گزشتہ صفات میں توحید کی اہمیت و فضیلت، بعض اصطلاحات کی تعریف اور عقیدہ توحید کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔ آئندہ اوارق میں توحید کی قسموں کو بیان کیا جائے گا۔

عقیدہ توحید کی قسمیں:

توحید کی کل تین قسمیں ہیں؛

- ❖ توحید ربوبیت۔
- ❖ توحید اسماء وصفات۔
- ❖ توحید الوہیت۔

علامہ محمد امین الشنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قرآن مجید کے استقراء یعنی مکمل مطالعہ اور تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ توحید کی تین ہی قسمیں ہیں۔" (32)

اور بعض علماء توحید کو باعتبار علم و عمل دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔

- ❖ "**توحید علمی** (ربوبیت و اسماء وصفات): یعنی ایسی توحید جس کا زیادہ تر تعلق علم کے ساتھ ہے۔
- ❖ **توحید عملی** (توحید الوہیت): یعنی ایسی توحید جس کا زیادہ تر تعلق عمل کے

---

(32) اضواء البیان (17/3)، القول السدید فی من انکر تقسیم التوحید لعبد الرزاق البدر (ص: 16)

ساتھ ہے۔" (33)

توحید کی ان اقسام کو اللہ رب العالمین نے ایک آیت میں یکجا بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ **(مریم: 65)**

"جو آسمانوں کا اور زمین کا اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کا رب ہے، سو اس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر خوب صابر رہ۔ کیا تو اس کا کوئی ہم نام جانتا ہے؟"

"﴿رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ **توحید ربوبیت ہے** ﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ﴾ **توحید الوہیت اور** ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ توحید اسماء وصفات ہے۔" (34)

تنبیہ:

توحید کی تقسیم ایک تدریسی و منہجی مسئلہ ہے۔ مقصد فہم توحید میں آسانی اور حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان حاصل کرنا ہے۔

---

(33) شرح العقيدة الطحاوية للراجحي (ص:9)

(34) الجواب المفيد فى بيان اقسام التوحيد (ص:9) بحواله المفيد في مهمات التوحيد (ص:55)

توحید کی پہلی قسم ربوبیت:

ربوبیت کی تعریف:

ربوبیت مشتق ہے رب سے جس کا لغوی معنی پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، مالک اور معاملات کو چلانے والا ہے۔ "لغت میں رب کا معنی پالنے والا، اور مدبر ہے۔" (35)

رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے:

(1) مالک اور آقا۔

(2) مربیّ، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا۔

(۳) فرمانروا، حاکم، مدبر اور منتظم۔ اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے۔

اصطلاحی تعریف:

اللہ تعالی کو اس کی بادشاہت، شہنشاہی، پیدا فرمانے، رزق دینے، پرورش کرنے، اسی طرح زندہ کرنے، مارنے نفع ونقصان دینے اور مجبور وبے بس کی پکار کو سننے... میں اکیلا اور یکتا ماننا توحید ربوبیت کہلاتا ہے۔ (36)

---

(35) التنبيهات السنية على العقيدة الواسطية لشيخ عبد العزيز بن ناصر الرشيد (ص:115)

(36) تيسير العزيز الحميد في شرح كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد (ص:17)

توحید ربوبیت کا تقاضا:

توحید ربوبیت اہل ایمان سے اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ:

۱۔ اللہ عزوجل کے وجود؛ یعنی کہ اللہ تعالی کے موجود ہونے پہ ایمان رکھنا۔

۲۔ اللہ تعالی کے افعال پر ایمان رکھنا: مثلاً پیدا کرنا، رزق دینا، نفع ونقصان پہنچانا وغیرہ۔

۳۔ اللہ کی تقدیر پر ایمان رکھنا۔ (37)

تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ رب العالمین نے جن وانس کی تخلیق سے پہلے اپنے علم کے ذریعہ زمین وآسمان میں وقوع پذیر ہونے والے معاملات کو بذریعہ قلم مسطور کیا۔

توحید ربوبیت کے دلائل:

فرمان الٰہی ہے: ﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (الفاتحة :2)

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

لفظ رب کا استعمال: "لفظ رَبّ کا استعمال ایسے شخص کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے جو کسی چیز کا مالک ہو اور اس کی تربیت واصلاح کی تدبیر اور پوری نگرانی بھی کرتا ہو ظاہر ہے کہ ساری کائنات ومخلوقات کا ایسا رب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا، اس لیے یہ لفظ اپنے اطلاق کے وقت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے غیر اللہ کو مطلق رب کہنا جائز نہیں صحیح مسلم کی حدیث میں اس کی ممانعت آئی

(37) المفيد فی مهمات التوحيد لصوفی) ص:84)

ہے کہ کوئی غلام یا نوکر اپنے آقا کو رب کہے، البتہ کسی خاص چیز کی طرف اضافت کر کے انسان وغیرہ کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاسکتا ہے، مثلاً: رَبُّ الْمَالِ ، رَبُّ الدَّارِ وغیرہ۔" (38)

"﴿ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال اور اس کے ان افعال کی ثنا ہے، جو فضل وعدل کے درمیان دائر ہیں۔ پس ہر پہلو سے کامل حمد کا مالک وہی ہے۔ جہانوں کا پروردگار ہے۔ وہ ہستی ہے جو تمام جہانوں کی مربی ہے۔ ﴿ الْعَالَمِينَ ﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق ہے۔ جیسے اس نے پیدا کیا، ان کے لئے ان کی زندگی کا ساز وسامان مہیا کیا اور پھر انہیں اپنی ان عظیم نعمتوں سے نوازا کہ اگر وہ نہ ہوتیں تو ان کے لئے زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ پس مخلوق کے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہے۔ مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی تربیت (پرورش کرنے) کی دو قسمیں ہیں ا۔تربیت عامہ ۲۔تربیت خاصہ۔

1. **تربیت عامہ** سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا، ان کو رزق بہم پہنچایا، اور ان مفادات و مصالح کی طرف ان کی راہ نمائی کی، جن میں ان کی دنیاوی زندگی کی بقا ہے۔
2. **تربیت خاصہ** وہ تربیت ہے جو اس کے اولیاء کے لئے مخصوص ہے پس وہ ایمان کے ذریعے سے ان کی تربیت کرتا ہے، انہیں ایمان کی توفیق سے نوازتا، اور ان کی تکمیل کرتا ہے، وہ ان سے ان تمام امور کو دور کرتا ہے جو راہ حق پر چلنے سے انہیں باز رکھتے ہیں، ان تمام رکاوٹوں کو ہٹاتا ہے جو ان کے اور اللہ

(38) تفسیر قرطبی (1/ 138)

تعالیٰ کے درمیان حائل ہوتی ہیں۔ ﴿رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمام مخلوق کو تخلیق کیا ہے۔ وہ اکیلا ہی ان کی تدبیر کرتا ہے، اسے کمال بے نیازی حاصل ہے اور تمام عالم ہر پہلو اور ہر اعتبار سے اس کا محتاج ہے۔" (39) "یہ کلمہ اظہار عبودیت اور اعتراف نعمت کے معنی پر مشتمل ہے۔" (40)

رب کا معنیٰ ہے پالنے والا، تربیت کرنے والا۔ اگر کوئی رب کا مفہوم ہی سمجھ لے تو شرک کے قریب نہیں جاسکتا کیونکہ تربیت کے لئے رہائش، خوراک ، پانی، ہوا وغیرہ کی ضرورت، اور جتنی بھی چیزیں تربیت کے لئے ضروری ہیں وہ سب کی سب رب تعالیٰ کے پاس اور اسی کے اختیار میں ہیں۔ کوئی اور اس کا شریک اور حصے دار کس طرح بن گیا؟ اس کے سوا کسی اور کے پاس حاجت روائی کے لئے جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ بے شک تربیت کرنے والا صرف رب تعالیٰ ہی ہے۔

کیا توحید ربوبیت اکیلی کافی ہے؟

ہرگز نہیں!"توحید ربوبیت اکیلی کافی نہیں ہے۔" (41)

حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کے لئے توحید ربوبیت کے ساتھ توحید اسماء وصفات اور توحید الوہیت کا اقرار واعتراف کرنا لازمی اور ضروری ہے، صرف توحید ربوبیت اکیلی کفایت نہیں کرے گی اور نہ ہی اس کی بدولت انسان موحد

(39) تفسير السعدي (ص:29)

(40) اشرف الحواشي (ص: 2)

(41) المفيد في مهمات التوحيد(ص:86)

و مسلمان بن سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ ہمارے مسلم معاشرے میں بعض لوگوں کی دعوت توحید کا دائرہ کار صرف اور صرف توحید ربوبیت کے ارد گرد گھومتا ہے؛ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا، ہمیں زندہ اور مارنے والا سورج اور چاند کو بنانے والا صرف ایک اللہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو مکہ کے وہ مشرک جن کے خلاف محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم قتال ہوا وہ بھی اس توحید کے قائل تھے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴾ (العنکبوت:61)

"اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں بہکائے جا رہے ہیں؟"

"مشرکین کی حالت کا اظہار نبی کریم ﷺ سے ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ آپ جب ان سے پوچھیں گے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور آفتاب و مہتاب کو انسانوں کے فائدے کے لیے کس نے اپنا تابع فرمان بنا رکھا ہے؟ وہ فوراً کہیں گے کہ یہ سب کام اللہ کے ہیں، تو پھر اس اعتراف حقیقت کے باوجود وہ دوسروں کو اللہ کا شریک کیوں بناتے ہیں جو ان کے نفع و نقصان کی قدرت نہیں رکھتے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بہت سے مقامات پر مقام الوہیت کو توحید ربوبیت کے اعتراف کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے مشرکین بھی توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین تلبیہ اس طرح پڑھا کرتے تھے: (لَبَّیکَ لاَ شَرِیکَ لَکَ الاَّ شَرِیکًا

هو لَكَ، تَمْلِكه وَمَا مَلَكَ)۔" (42)

"اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں سوائے اس کے جسے تو نے اپنا شریک بنا لیا ہو، تو ہی اس کا مالک ہے اور اس کا بھی جس کا وہ مالک ہے۔"(43)

جس طرح زمین وآسمان اور جو کچھ ان چودہ طبقوں کے درمیان ہے، ان کو پیدا کرنے والا وہ وحدہ لاشریک ہے، ایسے ہی ان چودہ طبقوں کے درمیان کوئی ایسا نہیں جسے اس کی عبادت میں شریک کیا جاسکے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیر اللہ کو بھی شریک کرتے تھے ان کے بارے میں فرمایا کہ اے نبی ﷺ اگر آپ ان لوگوں سے دریافت کریں کہ آسمان اور زمین سورج اور چاند کو کس نے پیدا کیا تو یہ لوگ اس کا یہی جواب دیں گے ، تو توحید کو چھوڑ کر شرک کو کیوں اختیار کررہے ہیں ؟ ربوبیت اسماءوصفات میں جس طرح اللہ کا کوئی شریک نہیں اسی طرح الوہیت میں بھی کوئی شریک نہیں۔

زندہ کو مارنے والا اور مردہ کو زندہ کرنا والا ہی عبادت کے لائق ہے: مردہ کو زندہ اور زندہ کو مارنے والا، آسمان سے بارش نازل کرکے زندہ رکھنے والا صرف ایک ہی رب ہے، اور وہی عبادت کا مستحق ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

(42) صحيح مسلم (١١٨٥)

(43) تفسير دعوة القرآن (289/4)

یَعْقِلُونَ ﴾ (العنکبوت:63)

"اور یقینا اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے، کہہ دیجئے سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں سمجھتے۔"

یہ سوال بھی آیت 61 کی طرح مشرکین مکہ سے ہے کہ وہ آسمان سے بارش برسانے والا اور زمین کو قحط زدہ ہونے کے بعد سرسبز و شاداب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں تو پھر تمہاری حاجت روائی اور مشکل کشائی آخر وہ کیوں نہیں کر سکتا۔ تعجب ہے تم پر کہ اتنے بڑے عالم کا پیدا کرنے والا اور اس کا نظام چلانے والا تو تم اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دو اور جب تمہاری چھوٹی چھوٹی حاجات و ضروریات کا وقت آئے تو تم غیر اللہ کو ان حاجات و ضروریات کا پورا کرنے والا تصور کرو۔ کیا جس نے تم کو پیدا کیا ہے، جس نے تمہارے ساتھ یہ حاجات و ضروریات لگا دی ہیں وہ ان کو پورا نہ کر سکے۔ اس نے ان کے پورا کرنے کے لئے نبیوں رسولوں ولیوں اور بزرگوں کو مقرر کیا ہو اور اس لئے تم لوگ ان کے مرنے کے بعد ان کی یاد کو قائم رکھنے کے لئے ان کے بت تراش کر یا قبریں بنا کر یا شبیہیں تیار کر کے ان سے اپنی حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے یا کرانے کی اپیلیں کرو۔ جو خالق ہے وہی معبود برحق ہونے کا مستحق ہے۔ جو زمین و آسمان کیا ایک مکھی کو پیدا کرنے سے عاجز ہے وہ معبود نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس کے نام کی نذر و نیاز دی جا سکتی اور نا ہی اس کے سامنے رکوع کرنا سجدہ ریز ہونا جائز ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (لقمان :25)

"اور بلاشبہ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور بالضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دیجئے سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عقیدہ توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں کچھ دلائل ذکر کیے ہیں۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے ﴿ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ﴾ تو یقینا کہیں گے کہ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، یہ دلیل قرآن پاک میں بکثرت بیان کی گئی ہے کہ آپ کسی بھی مشرک سے ارض وسماء کی تخلیق کے متعلق سوال کر کے دیکھ لیں وہ اسے اللہ کی طرف منسوب کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت خلق سے اپنی الوہیت کو ثابت کیا ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو خالق ہے اور جو خالق نہیں وہ معبود نہیں ہو سکتا۔ عبادت کے لائق وہی ہو سکتا ہے، جس نے عابد اور اس کی ضروریات زندگی کو پیدا کیا ہو، نیز وہ نفع ونقصان کا بھی مالک ہو، لہٰذا جو خالق ہے وہی مالک ہو گا، جو مالک ہو گا وہی معبود برحق، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ (سورة الزمر :38)

"اور یقینا اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ کہ دیجئے تو کیا تم نے دیکھا کہ وہ ہستیاں

جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا وہ اس نقصان کو ہٹانے والی ہیں ؟ یا وہ مجھ پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روکنے والی ہیں ؟ کہہ دیجئے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اسی پر بھروسا کرنے والے بھروسا کرتے ہیں۔"

"اس آیت میں مشرکین کی جہالت اور ان کے قول و عمل کے تضاد کو اجاگر کیا گیا ہے۔ فرمایا، اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے، اللہ تعالیٰ نے۔ اس اقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب خالق وہ ہے تو مالک بھی وہی ہے، پھر کسی اور کے پاس کسی طرح کے نفع یا نقصان کا کیا اختیار ہو سکتا ہے۔" (44)

زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہی عبادت کے لائق ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ ولَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴾ (سورة الزخرف: 9)

"اور بلاشبہ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یقیناضرور کہیں گے کہ انھیں سب پر غالب سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے نبی! اگر تم ان مشرکین سے دریافت کرو تو یہ اس بات کا اقرار کریں گے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے پھر یہی اس کی وحدانیت کو جان کر اور مان کر عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ (45)

---

(44) تفسير القرآن الكريم (الزمر:38)

(45) تفسير ابن كثير (379/5)

فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ (الزخرف: 87)

"اور یقینا اگر تو ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا تو بلاشبہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں بہکائے جاتے ہیں۔"

یعنی مشرکین اللہ تعالیٰ کے خالق عالم ہونے کا اقرار کریں گے اور باوجود اس اقرار کے اس کی عبادت وبندگی (توحید) سے صرف نظر کریں گے۔

دوسری فصل: توحید اسماء وصفات

توحید کی پہلی قسم ربوبیت کے بعد توحید اسماء وصفات کو بیان کیا جاتا ہے، جس کا دوسرا نام توحید علمی ہے، یعنی ایسی توحید جس کا تعلق انسان کے علم کے ساتھ ہے۔

اسماء وصفات کی تعریف:

اللہ تعالی کو اس کے ناموں اور صفات میں اکیلا ویکتا ماننا جو کہ قرآن وحدیث بیان ہوئے ہیں، ان پر بغیر تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے (نفیًا واثباتًا) پختہ ایمان رکھنا، توحید اسماء وصفات کہلاتا ہے۔ (46)

تحریف:

اسماء وصفات کے معانی یا الفاظ یا پھر دونوں میں سے کسی ایک کو بدل دینا تحریف کہلاتا ہے۔ جیسے استواء کا معنی غلبہ کے کر دینا۔

تعطیل:

اللہ رب العالمین کے کچھ ناموں کا یا کچھ صفات کا یا سب کے سب اسماء وصفات کا انکار کر دینا تعطیل کہلاتا ہے۔

---

(46) مجموع الفتاوى لشيخ الاسلام ابن تيميه (3/3)، المنهج المفيد فی علم التوحيد للازهري (ص: 17)

تکییف:

صفات اللہ کی کیفیت بیان کرنا، مثلا:۔ یہ کہنا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالی کے نزول کی کیفیت یوں ہے۔

نوٹ:

اللہ تعالی کی صفات کی کیفیت ضرور ہے لیکن اس کیفیت کا علم ہمیں نہیں ہے اور نہ ہم اس کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

تمثیل:

اللہ تعالی کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینا۔ (47) مثلاً: یہ کہنا کہ اللہ کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں کی طرح ہیں۔

واضح رہے کہ دو چیزوں کا نام ایک جیسا ہونے سے دونوں میں تمثیل لازم نہیں آتی جیسا کہ ہاتھی کا منہ اور انسان کا، دونوں میں نام کی مشابہت تو ضرور ہے، لیکن دونوں کی یہ صفت ایک جیسی نہیں، جب مخلوقات کے مابین اسماء کی حقیقت میں اس قدر فرق ہے تو خالق و مخلوق کے درمیان بالاولیٰ ہو گا۔

خلاصہ:

اسماء وصفات میں اہل السنۃ والجماعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ رب العالمین اپنی ذات وصفات اور افعال میں ہر طرح کی تمثیل سے پاک ہیں، کیونکہ اس کے سارے کے سارے نام حُسنیٰ اور تمام صفات کاملہ ہیں۔

---

(47) المنهج المفيد فی علم التوحيد (17-19)

اسماء وصفات کے متعلق چند ایک قواعد:

قاعدہ نمبر 1:

اللہ عزوجل کے نام اور صفات بے شمار ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: {إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الجَنَّةَ} (48)

"اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، جو شخص ان سب کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

اس حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ اللہ تعالی کے صرف 99 نام ہیں، بلکہ جس طرح کہا جاتا ہے میں نے 100 روپے صدقہ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ جیب میں صرف 100 روپے تھے، بلکہ پیسے زیادہ تھے ان میں سے صرف ایک سو روپیہ خرچ کیا، ایسے ہی حصول جنت کے لئے جو انسان اللہ تعالی کے بے شمار ناموں میں سے 99 نام یاد کر لیتا ہے وہ جنت میں جائے گا۔ کیونکہ اگر قرآن مجید میں دیکھا جائے تو ہمیں اللہ تعالی کے 99 سے زائد ناموں کا ذکر ملتا ہے۔

قاعدہ نمبر 2:

اللہ تعالی کے نام حسنی اور صفات کمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ﴾ (الأعراف:180)

"اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو۔"

---

(48) صحيح البخاري ((2736

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا ہر نام حسنی ہے، اور حسنی کا مطلب کہ صرف عَلَم (نام) ہی نہیں بلکہ عَلَم ہونے کے ساتھ ساتھ صفات پر بھی دلالت کرتا ہے، اس دلالت کی وجہ سے حسنی کہا جاتا ہے، اور صفات کمال کا مطلب ایسی صفات جن میں کوئی نقص اور عیب نہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ﴾ (النحل:60)

"اور اللہ کے لیے سب سے اونچی مثال ہے۔"

قاعدہ نمبر3:

اللہ رب العالمین کی صفات اور مخلوقات کی صفات میں ہر گز تمثیل نہیں ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوری:11)

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

مثلاً: اللہ کے ہاتھ کسی مخلوق کی طرح نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

قاعدہ نمبر4:

اللہ کے اسماء و صفات پر اسی طرح ایمان رکھیں گے جس طرح کتاب وسنت میں بیان ہوا، اس باب میں عقل کو معیار نہیں بنایا جائے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾ (الاسراء:36)

"اور اس چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک، اس کے متعلق سوال ہو گا۔"

قاعدہ نمبر5:

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے معانی معلوم اور صفات اللہ کی کیفیت مجہول ہے، ہاں کیفیت ضرور ہے، لیکن ہم کیفیت سے بے خبر ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾ (طه :110)

"اور وہ علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کا مستوی ہونا معلوم ہے، کیفیت مجہول ہے، اس کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے، اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔" (49)

قاعدہ نمبر6:

اللہ تعالیٰ کا ہر نام ایک یا ایک سے زائد صفات پر دلالت کرتا ہے۔(50)

قاعدہ نمبر7:

اللہ تعالیٰ کی صفات سے اللہ کے نام ماخوذ نہیں کیے جاسکتے، مثلا:۔ اللہ تعالیٰ کی صفت آسمان دنیا پہ نازل ہونے سے اللہ تعالیٰ کا نام نازل نہیں رکھا جاسکتا۔

قاعدہ نمبر8:

اللہ عزوجل کے اسماء وصفات پہ بغیر تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے ایمان، اور نصوص الاسماء والصفات کو ظاہری معنی پر ہی محمول کرنا ہوگا۔ فرمانِ باری

(49) الأسماء والصفات للبيهقي (305/2)

(50) سلسلة الأسماء والصفات لمحمد الشنقيطي (9/13)

تعالیٰ ہے: ﴿ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (الأعراف: 180)

"اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارے میں سیدھے راستے سے ہٹتے ہیں، انھیں جلد ہی اس کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔" (51)

قاعدہ نمبر 9:

صفات اللہ دو طرح کی ہیں: 1۔ ثبوتیہ 2۔ سلبیہ اور پھر ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ ذاتیہ 2۔ فعلیہ۔

آئندہ سطور میں چند اسماء صفات کو ذکر کیا جارہا ہے، تاکہ ہم اپنے خالق حقیقی اور معبود برحق کی کچھ پہچان حاصل کرسکیں اور جس مقصد کے لئے ہمیں پیدا کیا گیا اس مقصد کو بجالائیں۔

اللہ تعالیٰ کے 99 اسمائے حسنیٰ:

الله، الأحد، الأعلى، الأكرم، الإله، الأول، الآخر، الظاهر، الباطن، البارئ، البر، البصير، التواب، الجبار، الحافظ، الحسيب، الحفيظ، الحفي، الحق، المبين، الحكيم، الحليم، الحميد، الحي، القيوم، الخبير، الخالق، الخلاق، الرؤوف، الرحمن، الرحيم، الرزاق، الرقيب، السلام، السميع، الشاكر، الشكور، الشهيد، الصمد، العالم، العزيز،

---

(51) المفيد فی مهمات التوحيد (ص:88) المنهج المفيد فی علم التوحيد (ص: 21) شرح القواعد المثلى لابن عثيمين (ص: 6-28)

العظيم، العليم، العلي، الغفار، الغفور، الغني، الفتاح، القادر، القاهر، القدوس، القدير، القريب، القوي، القهار، الكبير، الكريم، اللطيف، المؤمن، المتعالي، المتكبر، المتين، المجيب، المجيد، المحيط، المصور، المقتدر، المقيت، الملك، المليك، المولى، المهيمن، النصير، الواحد، الوارث، الواسع، الودود، الوكيل، الولي، الوهاب، العفو، الجميل، الجواد، الحكم، الحيي، الرب، الرفيق، السبوح، السيد، الشافي، الطيب، القابض، الباسط، المقدم، المؤخر، المحسن، المعطي، المنان، الوتر۔ (52)

اللہ تعالی کی صفات:

اللہ تعالی کی صفات دو طرح کی ہیں: 1 ۔ ثبوتیہ 2۔ سلبیہ

1. ثبوتیہ:

ثبوتیہ ایسی صفات، جو کتاب وسنت میں اللہ تعالی کے لئے بیان ہوئی ہیں، مثلا:۔ ہمیشہ زندہ رہنا، علم کلی کا ہونا، خوب دیکھنا اور خوب سننا وغیرہ۔

2. سلبیہ:

سلبیہ ایسی صفات جن کی قرآن وحدیث میں اللہ تعالی سے نفی بیان ہوئی، مثلا:۔ نیند اور اونگھ کا نا آنا۔ (53)

ثبوتیہ صفات دو طرح کی ہیں: ا۔ ذاتی صفات ۲۔ فعلی صفات

---

(52) شرح القواعد المثلى (ص:69،64)

(53) المنهج المفيد فى علم التوحيد (ص: 20)

ذاتی صفات:

ایسی صفات جن سے اللہ رب العالمین ہمیشہ سے متصف ہیں۔ مثلا:۔ قدرت، علم، سننا، دیکھنا اور بلند ہونا وغیرہ۔

فعلی صفات:

ایسی صفات جن کا تعلق اللہ تعالی کی مشیت اور ارادہ کے ساتھ ہے، جب اللہ تعالی چاہیں تو وہ رونما ہوتی ہیں۔مثلاً:۔ اللہ تعالی کا کلام فرمانا، ہنسنا، محبت کرنا۔(54)

1۔ ذاتی صفات:

1۔ صفة الإرادة والمشيئة(ارادہ اور مشیت):

اللہ عزوجل کی ذاتی صفات میں سے ارادہ اور مشیت ہے۔ ارادہ اور مشیت دونوں ایک ہی صفت ہیں جس طرح اللہ کو لائق ہے اللہ رب العالمین ان صفات سے متصف ہیں۔ (55) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ﴾ (ھود: 107)

"بے شک آپ کا رب وہ کرنے والا ہے جس کا وہ ارادہ کرلے۔"

"ہر وہ فعل جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اور اس کی حکمت مقتضی ہوتی

(54) القواعد المثلی فی صفات اللہ واسمائہ الحسنی (ص: 25)

(55) دراسات فی العقیدہ الاسلامیہ (ص: 107)

ہے، کر گزرتا ہے کوئی اسے اس کے ارادے سے روک نہیں سکتا۔" (56)

"یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اللہ کی مشیت میں کوئی مداخلت کرنے والا نہیں، وہ مختار ہے۔ اگر وہ ان دوزخیوں کے بارے میں کوئی دوسرا فیصلہ کرنا چاہے تو اس کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں کہ فیصلہ کو عمل میں لانے کے لیے اس کی مشیت ہی کافی ہے۔" (57)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {إِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ نَسَمَةً، قَالَ مَلَكُ الْأَرْحَامِ مُعْرِضًا: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟} (58)

"جب اللہ تعالی کسی انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو رحم کا فرشتہ سوال کرتا ہے کہ اے میرے رب یہ انسان مرد ہو گا یا عورت؟"

2۔ صفة العلم (علم):

ذاتی صفات میں سے (صفة العلم) اللہ کے علم کا ہونا ہے۔ اللہ تعالی کے علم کا مطلب یہ ہے وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو ماضی میں ھو چکی ہے یا حال میں موجود اور مستقبل میں رونما ہونے والی ہے، اور ہر اس چیز کا علم بھی رکھتا ہے جو معدوم ہے، اگر اس کا وجود ہوتا تو کیسا ہوتا اس کا بھی علم رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ

(56) تفسير السعدي (هود: ١٠٧).

(57) دعوة القرآن (هود: ١٠٧)

(58) صحيح ابن حبان رقم ا لحديث)6178) التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان للألباني (6145)

عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ (البقرة: 255)

"جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے۔"

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: {مَفَاتِيحُ الغَيْبِ خَمْسٌ، لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ: لاَ يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي المَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ، وَلاَ يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ} (59)

"غائب کی پانچ چابیاں ایسی ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جو کچھ عورت کے رحم میں ہے۔ کل کیا ہونے والا ہے۔ بارش کب آئے گی۔ انسان کب اور کہاں فوت ہو گا ۔ قیامت کب قائم ہو گی ان سب باتوں کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔"

3۔ صفة القدرة (قدرت):

ذاتی صفات میں سے ایک صفت قدرت ہے، اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنا چاہے اس پر قادر مطلق ہے۔ (60) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (البقرة: 20)

"بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

"اللہ تعالیٰ قادر، مقتدر اور قدیر ہے۔ ہر ممکن چیز پر جو وجود اور عدم کو

---

(59) صحيح البخاري 7379)

(60) دراسات فی العقیده الاسلامیه (ص: 56)

قبول کرتی ہے۔ ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے، اسے قدرت ہے، اپنے علم اور اختیار سے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔" (61)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعائے استخارہ سکھائی جس میں ہے کہ: {فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ} (62)

"اے اللہ تو ہی قدرت والا ہے میں طاقت نہیں رکھتا۔"

4۔ صفة الحياة والقيومية (ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنے والا):

الحياة جو کہ متضاد ہے موت کے۔(63) فرمان الٰہی ہے: ﴿هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (البقرة: 255)

"وہ اللہ ہمیشہ زندہ اور ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔"

﴿اَلْحَيُّ﴾ (زندہ) یعنی ایسی باقی رہنے والی ذات جس پر فنا کا کوئی راستہ نہ ہو۔ ﴿اَلْقَيُّوْمُ﴾ (مخلوق کو تھامنے والا) یعنی ایسی ہیشگی والی ذات جو مخلوق کی تدبیر کرنے والی اور اس کی نگہبانی کرنے والی ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ، الَّذِي لاَ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لاَ يَمُوتُ، وَالجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوتُونَ} (64)

(61) تفيسر قرطبي (224/1)

(62) صحيح البخاري (1171)

(63) لسان العرب (211/14)

(64) صحيح البخاري (7383)

"اے اللہ ! میں تیری عزت کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو کبھی فوت نہیں ہوگا، انس وجن نے مر جانا ہے۔"

5۔ صفة الوجه (چہرہ):

اللہ تعالی کی ذاتی صفات میں سے اللہ تعالی کے چہرہ کا ہونا جس طرح اس کو لائق ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَه ﴾ (القصص: 88)

"ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے سوال کرتے ہوئے فرمایا: (وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ) (65)

"اے اللہ!" میں تجھ سے تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔"

6۔ صفة اليدين (دوہاتھوں کا ہونا):

جس طرح اللہ رب العالمین کو لائق ہے اللہ کے ہاتھ ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كىف يَشَاءُ ﴾ (المائدة: 64)

"بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔"

﴿ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ ﴾ (اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے نہیں) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، اللہ تعالی کے ہاتھ بھی دیکھنے اور سننے کی طرح ایک صفت ہیں جس کی کیفیت کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم

---

(65) مسند أحمد (18351)، النسائي (1306) وصححه الالباني

اس پہ ایمان لائیں، لیکن انسانی ہاتھ پر اس کو قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ اہل سنت کے تمام ائمہ سلف کا قول ہے کہ ان صفات کا جس طرح ذکر آیا ہے اسی طرح مانا جائے اور کسی کیفیت کو بیان نہ کیا جائے۔ حدیث الشفاعۃ میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ آدم علیہ السلام سے کہیں گے: {خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ} (66)

"آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور فرشتوں سے سجدہ کروایا، ہر چیز کا نام سکھایا۔"

نوٹ:

بعض لوگ "ید اللہ" اللہ کے ہاتھ سے مراد اللہ کی نعمت لیتے ہیں اور چہرہ سے مراد ثواب لیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

7۔ صفة العین (آنکھیں):

جیسے اللہ وحدہ لاشریک لہ کو لائق ہے اس کی ذاتی صفات میں سے اللہ کی آنکھ کا ہونا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾ (ھود: 37)

"اور بناؤ کشتی میری آنکھوں کے سامنے اور میری وحی کے مطابق۔"

کیونکہ علم الٰہی میں انہیں ایک عظیم سیلاب سے ہلاک کرنا مقدر ہو چکا تھا۔ اس لیے پہلے ہی اپنے نبی کو کشتی بنانے کا حکم دیا تاکہ اس دن وہ اسے استعمال کر سکیں۔ ﴿بِأَعْيُنِنَا﴾ یعنی ہماری آنکھوں کے سامنے۔

---

(66) بخاری (7410)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلاَ إِنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ العَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ} (67)

"بے شک اللہ تعالی بھینگے نہیں ہیں خبر دار دجال اپنی دائیں آنکھ سے کانا ہے گویا کہ اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہو گی۔"

نوٹ:

بعض لوگ آنکھ سے مراد حفاظت لیتے ہیں جو کہ مردود و باطل تاویل ہے۔

8۔ صفة السمع والبصر (سننا اور دیکھنا):

اللہ تعالی کی ذاتی صفات میں اللہ کا دیکھنا اور سننا ہے، جس طرح اسے لائق ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الإسراء: 1)

"بے شک وہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا، فَقَالَ: {ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا قَرِيبًا} (68)

"ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب ہم بلند ہوئے تو ہم نے اللہ کو پکارنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اوپر رحم کھاؤ تم بہرے اور غائب رب کو نہیں پکار رہے بلکہ وہ سننے، دیکھنے والا اور قریب ہے۔"

---

(67) بخاری (3439)

(68) بخاری (7386)

9۔ صفة الكلام (کلام کرنا):

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے گفتگو فرمانا ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴾ (النساء: 164)

"اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا کلام کرنا۔"

وعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: {يَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ: يَا آدَمُ، يَقُولُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيُنَادَى بِصَوْتٍ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ} (69)

"ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ فرمائے گا اے آدم! تو آدم جواب دیں گے اے اللہ ! میں حاضر تو بلند آواز سے پکارا جائے گا: بے شک اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتے ہیں کہ اپنی اولاد میں سے ایک گروہ کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جاؤ۔"

2۔ فعلی صفات:

اللہ رب العالمین کی صفات دو طرح کی ہیں ثبوتی و سلبی۔ اور پھر مزید ثبوتی صفات دو قسموں پر مشتمل ہیں۔ ذاتی صفات جن کی مختصر تفصیل گزر چکی ہے، اب ان شاء اللہ ثبوتی صفات کی دوسری قسم فعلی صفات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

---

(69) (بخاری: 4741)

1- صفة الحب (محبت کرنا):

اللہ رب لعالمین کی فعلی صفات میں سے ایک صفت اللہ کا محبت کرنا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ (المائدة: 42)

"بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :{إِنَّ اللَّهَ تَبارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلاَنًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَيُوضَعُ لَهُ القَبُولُ فِي أَهْلِ الأَرْضِ} (70)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیل سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم بھی فلاں بندے سے محبت کرو تو بس جبریل علیہ السلام بھی ایسے شخص سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ بے شک تمہارا رب فلاں بندے سے محبت کرتا ہے پس تم سب بھی اس سے محبت کرو، آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس بندے کو زمین میں مقبول ترین بنادیا جاتا ہے۔"

نوٹ:

بعض لوگ محبت کی تاویل احسان اور ثواب کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

---

(70) بخاری (7485)

2۔ صفة الرحمة والمغفرة (رحمت اور مغفرت فرمانا):

اللہ عزوجل کی فعلی صفات میں سے اللہ کی رحمت اور مغفرت کا ہونا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُالرَّحِيْمُ﴾(الأحقاف: 8)

"اور وہی بہت زیادہ معاف کرنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ} (71)

"بے شک اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر رحم فرماتے ہیں جو بندوں پر رحم کرتا ہے۔"

3۔ صفة الرضا والغضب (راضی ہونا اور ناراض ہونا)

ذاتی صفات میں سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور ناراض ہونا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ﴾: (الفتح: 18)

"البتہ تحقیق اللہ راضی ہوا مومنین سے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ﴾ (النساء: ٩٣)

"اور اللہ کا غضب ہوا اس پر۔"

وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: {إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلاَثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلاَثًا فَيَرْضَى لَكُمْ: أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًاوَلاَ تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةِ المَالِ} (72)

---

(71) بخاری(7448)

(72) صحیح مسلم (1715)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تم سے تین چیزوں سے خوش ہوتے ہیں اور تین چیزوں سے ناراض ۔ سو وہ خوش ہوتے ہیں یہ کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کی رسی کو پکڑلو اور فرقوں میں تقسیم ہونے سے بچو اور وہ ناپسند کرتا ہے تمہارا فضول کلام کرنا، اور کثرت سے سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا۔"

4۔ صفة الضحك (ہنسنا):

رب العالمین کی فعلی صفات میں سے اللہ تعالیٰ کا ہنسنا ہے جیسا اللہ رب العالمین کی شان کے لائق ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: {يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ يَدْخُلاَنِ الجَنَّةَ} (73)

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی دو بندوں پر ہنستے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور وہ دونوں جنت میں چلے جاتے ہیں۔"

5۔ صفة الاستواء (بلند ہونا):

جیسا اللہ عزوجل کو لائق ہے اللہ تعالی عرش معلی پہ مستوی اور بلند ہیں۔

قال تعالى: ﴿ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ﴾ (الأعراف 54)

"پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔"

"اللہ فرماتا ہے کہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہوا۔ اس پر لوگوں نے بہت

(73) صحيح البخاري (7420)

کچھ چہ میگوئیاں کی ہیں... مناسب یہی ہے کہ اس مقام میں سلف صالحین کی روش اختیار کی جائے۔ جیسے امام مالک، امام اوزاعی، امام ثوری، امام لیث، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ وغیر ائمہ سلف وخلف رحمہم اللہ ان سب بزرگان دین کا مذہب یہی تھا... ہاں مشبہین کے ذہنوں میں جو چیز آرہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ پاک اور بہت دور ہے اللہ کے مشابہ اس کی مخلوق میں سے کوئی نہیں۔ فرمان ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: 11)

"اس کے مثل کوئی نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے۔"

بلکہ حقیقت یہی ہے جو ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمائی ہے انہی میں سے حضرت نعیم بن حماد خزاعی رحمہ اللہ ہیں۔ آپ امام بخاری کے استاد ہیں۔ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دے وہ کافر ہے، اور جو شخص اللہ کے اس وصف سے انکار کرے جو اس نے اپنی ذات پاک کیلئے بیان فرمایا ہے وہ بھی کافر ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے جو اوصاف ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے بیان فرمائے ہیں، ان میں ہرگز تشبیہ نہیں۔ پس صحیح ہدایت کے راستے پر وہی ہے جو آثار صحیحہ اور اخبار صریحہ سے جو اوصاف رب العزت وحدہ لاشریک لہ کے ثابت ہیں انہیں اسی طرح جانے جو اللہ کی جلالت کے شایان شان ہے اور ہر عیب و نقص سے اپنے رب کو پاک اور مبرا ومنزہ سمجھے۔" (74)

وكَانَتْ زَيْنَبُ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: {زَوَّجَكُنَّ

(74) تفسیر ابن کثیر (383/3)

أَهَالِيكُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ} (75)

"حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی دوسری بیویوں پر یہ کہتے ہوئے فخر کرتی تھی کہ تمہارے نکاح تمہارے اہل خانہ نے کیے اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کیا۔"

نوٹ:

کچھ لوگ استوی کا معنی غلبہ اور ارادہ کرتے ہیں جو کہ غلط تاویل ہے بلکہ قرآن مجید میں سات سو سے زائد آیات اور بے شمار احادیث ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ رب العالمین ساتوں آسمانوں پر بلند ہے۔ مزید تفصیل کے لئے کتاب "الدین الخالص" از شیخ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

6۔ صفة المجئ (اللہ رب العالمین کا آنا):

اللہ تعالی کی ذاتی صفات میں سے اللہ تعالی کا آنا ہے۔ قال تعالی: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (الفجر: 22)

"اور آیا تیرا رب اور فرشتے قطار در قطار۔"

نوٹ:

کچھ لوگ اس صفت کی تاویل اللہ کے حکم سے کرتے ہیں، کہ اللہ کا حکم آیا، مذکورہ تأویل باطل ہے کیونکہ اللہ کا حکم یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے مانگو میں دوں گا، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

(75) صحیح البخاري (7420)

7۔ صفة المعية (اللہ کا ساتھ ہونا):

اللہ تعالی کی فعلی صفات میں سے معیۃ اللہ یعنی کہ اللہ کا ساتھ ہونا۔ فرمان الٰہی ہے:﴿ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ﴾ (التوبة :40)

"غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

"رسول اللہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہیں اور تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔" (76)

نوٹ:

دیگر صفات کی طرح اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے جس طرح اللہ کو لائق ہے اس کی کیفیت بھی اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ بعض لوگ اس آیت کی فاسد تاویل کرتے ہوئے "عقیدہ وحدۃ الوجود" یعنی کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالی اپنی ذات کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہے، انسان وحیوان، جاندار و بے جان چیز غرض ہر چیز میں موجود ہے، جیسا کہ ابن عربی نے کہا: اللہ تعالی ہر چیز میں موجود ہے، بلکہ ہر چیز اللہ ہے۔ (77)

اور غلو کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ: "وما الكلب والخنزير إلا إلهنا...وما الله إلا راهب في كنيسة." (78)

"کتا اور خنزیر بھی ہمارا معبود ہے اور کنیسہ میں موجود راہب در حقیقت

(76) المعجم الكبير لطبرانی (89/18)

(77) فصوص الحكم (ص:192).

(78) تصحيح المفاهيم في جوانب العقيدة لعلي جامي (ص:90).

اللہ ہی ہے۔"

استغفر اللہ، اسی لئے بعض علماء نے اس عقیدہ کو دنیا کا بدترین کفریہ عقیدہ قرار دیا۔ مزید یہ کہ صوفیت کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے، جس پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع الفتاوی اور دیگر کتب میں اچھی طرح نقد فرمایا۔

تیسری فصل: توحید الوہیت (عملی)

الوہیت کی تعریف:

گزشتہ اوراق میں توحید ربوبیت واسماء وصفات یعنی علمی توحید کو بیان کیا گیا اور اب آئندہ سطور میں توحید کی اہم ترین قسم توحید الوہیت کو بیان کیا جائیگا۔

الوہیت کی لغوی تعریف: الوہیت لغوی اعتبار سے عبادت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، الوہیت مصدر ہے باب (اَلِہ یأَلَہَ) سے، جس کا معنی (عَبَدَ یَعبُدُ)عبادۃ ہے۔(79)

الوہیت کی اصطلاحی تعریف:

ہر طرح کی ظاہری وباطنی، قولی وفعلی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لئے بجالانا اور ہر باطل معبود کا انکار کرنا توحید الوہیت کہلاتا ہے۔(80)

توحید الوہیت کی فضیلت:

توحید الوہیت عقیدۃ توحید کی ایسی عظیم قسم ہے، جس کی دعوت لے کر

(79) المنهج المفيد في علم التوحيد (ص:14)

(80) اعلام السنة المنشورة لحافظ الحكمي (ص:19)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے پاس آئے۔ (81)

قال تعالی: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل: 36)

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

یعنی تم شرک اور اپنی خود ساختہ تحلیل و تحریم کے حق میں ہماری مشیت کو کیسے سند جواز بنا سکتے ہو، جبکہ ہم نے ہر امت میں اپنے رسول بھیجے، اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کو صاف صاف بتا دیا، کہ تمہارا کام صرف ہماری بندگی کرنا ہے۔ طاغوت کی بندگی کے لیے تم پیدا نہیں کیے گئے ہو۔ گزشتہ امتوں میں انبیاء ورسل علیہم السلام تشریف لائے، انہوں نے لوگوں کو راہ ہدایت دکھلائی اور کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت و شیطان کی عبادت سے اجتناب کرو، ورنہ قوم عاد و ثمود اور ہامان و قارون کا ساحشر ہو گا۔

امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ طاغوت کی تعریف میں فرماتے ہیں: (هو كل ما يدعوا الى الضلالة) (82)

"ہر وہ چیز جو گمراہی کی طرف بلائے وہ طاغوت ہے۔"

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ

---

(81) مدارج السالكين لابن القيم(443/3)، و شرح العقيده الطحاويه لابن ابى العز ((21/1))

(82) تفسير روح المعاني (377/7)

إِحْسَانًا ﴾ (الاسرا: ٢٣)

"اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

فطرت اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ عبادت صرف ایک اللہ تعالی کی ہونی چاہیے : فطرتی اور عقلی اعتبار سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر معاملے میں، ہر موڑ پر احسان کرنے والے ہی کی عبادت ہونی چاہیے۔ مذکورہ آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر واجب ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، کیونکہ عبادت اس فعل کو کہتے ہیں جو نہایت تعظیم سے سرانجام دیا جائے اور اسی کی انتہائی تعظیم لائق ہے جس نے بے شمار انعامات کیے ہوں ، اعلی ترین انعام، وجود، قدرت، حیات اور عقل عطا کرنا ہے ۔ دلائل سے ثابت ہے کہ وجود، حیات، عقل اور قدرت، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا عطا نہیں کر سکتا۔ جب تمام نعمتیں اللہ کے سوا اور کوئی عطا کرنے والا نہیں تو پھر عبادت کا مستحق بھی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ پس عقلی دلیل سے یہ ثابت ہو گیا ﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ﴾

"اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔"

ایک جگہ فرمایا: ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾ (النساء: 36)

"اور تم سب اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔"

عبادت صرف اللہ کا حق ہے، ذرہ برابر بھی اس ذات وحدہ لا شریک کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا جائز نہیں، نا صرف حرام ہے، بلکہ سب سے بڑا گناہ ہے

جو بغیر سچی توبہ کے ہر گز معاف نہیں کیا جائے گا۔

بے شمار احسان کرنے والے کی ہی عبادت "اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کی جائے، کیونکہ وہی خالق، رازق، منعم اور تمام اوقات وحالات میں اپنی مخلوق پر فضل وکرم فرمانے والا ہے وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے بندے صرف اسی کی وحدانیت کا اقرار کریں اور مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔" (83)

عقیدہ توحید کا حامل گنہگار انسان:

عقیدہ توحید کا حامل گنہگار انسان ابدی جہنمی نہیں اگر جہنم میں اپنے گناہوں کی وجہ سے چلا بھی گیا تو کچھ عرصہ بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اہل السنۃ والجماعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ ضرور بضرور دوزخ میں جائے گا، تطبیق النصوص، احادیث الشفاعہ اور رب تعالیٰ کی وعید کی تکمیل کے لئے اور پھر ایک مدت کے بعد ان گنہگار، فساق وفجار عقیدہ توحید کے حاملین کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا جن کے جسم جہنم میں جل کر راکھ بن چکے ہوں گے، اہلیان جنت ان کو جہنمیون کے نام سے پکاریں گے۔ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ : نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ (فرشتوں) سے فرمائے گا، کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو اس کو (دوزخ سے) نکال لو۔ پس وہ دوزخ سے

(83) تفسیر دعوة القرآن (النساء: 36)

نکالے جائیں گے اور وہ (جل کر) سیاہ ہو چکے ہونگے۔ پھر وہ نہر حیا، یا نہر حیات میں ڈال دیئے جائیں گے، تب وہ ترو تازہ ہو جائیں گے، جس طرح دانہ (ترو تازگی) کے ساتھ پانی کے ساتھ اگتا ہے۔" (84)

ایمان کی تعریف:

ایمان کہتے ہیں: زبان سے اقرار، دل سے تصدیق سے اور جسم کے اعضاء کے ساتھ عمل کرنے کو۔

حضرت سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے اسلام کی کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ آپ کے بعد پھر مجھے کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں "آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "زبان و دل سے اس بات کا اقرار کرو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس اعتراف و اقرار پر قائم رہو۔" (85)

اقرار کے ساتھ دل سے تصدیق اور جسمانی اعضاء کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے:

یعنی سب سے پہلا کام تو یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی الوہیت کی

(84) صحيح البخاري (6560)

(85) صحيح مسلم (38)

گواہی دیتے ہوئے اقرار کرو، اور اس کی ذات اور تمام صفات پر صدق دل سے اعتراف واعتقاد کے ساتھ ایمان لاؤ۔ یہ ایمان باللہ کی اعتقادی صورت ہے، اس کی عملی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ جو شریعت اتاری ہے اس کی صداقت وحقانیت پر کامل یقین رکھو۔ اور اس کو قبول کرکے احکام رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ اللہ اور اللہ کا رسول جس چیز کے کرنے کا حکم دیں اس پر عمل کرو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ پھر یہ کہ اعتقاد و اطاعت کوئی وقتی وعارضی نہ ہو بلکہ ان پر پختگی کے ساتھ قائم ودائم رہو، اور زندگی کے کسی بھی لمحہ میں ان سے انحراف نہ کرو۔

اللہ تعالی کا اپنے بندوں اور بندوں کا اللہ پر حق: ایسا مسلمان جو صرف اللہ رب العالمین کی عبادت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا اس عبادت میں کسی جن وانس، شجر وحجر، نبی، ولی، پیر وفقیر وغیرہ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا ہوگا، اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ ایسے انسان کو بغیر عذاب میں مبتلا کیے جنت میں داخل کروں گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک سفر کے دوران سواری کے) گدھے پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف کجاوے کا پچھلا حصہ حائل تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: "معاذ! جانتے ہو بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ جس نے کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو، اسے عذاب نہ

دے۔" (یہ سن کر) میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں یہ خوشخبری لوگوں کو سنا دوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤ، کیونکہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے)۔ " (86)

موحد مسلمان اگرچہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا:

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نے اللہ کو ایک مان لیا، اس کی الوہیت و ربوبیت، اس کی بھیجی ہوئی رسالت پر ایمان لے آیا اور اس کی عبادت وبندگی میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو اس پر عذاب نہیں ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی آدمی اللہ، اللہ کے رسول پر ایمان لے آئے اور شرک کا مرتکب نہ ہو تو اس پر دوزخ کی آگ بالکل حرام ہو جائے گی، اگرچہ وہ کتنا ہی بد عمل اور بدکار ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور کفار کی طرح اس پر ہمیشگی والا عذاب مسلط نہیں کیا جائے گا، اور نہ وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، بلکہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر آخر کار اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی نے صدق دل سے "لا إله إلا الله" (یعنی اللہ کی وحدانیت کا سچے دل سے اعتراف واقرار کیا) اور اسی عقیدہ پر اس کا انتقال ہو گیا، تو وہ ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا۔"، میں نے

---

(86) صحيح البخاري (2856)

عرض کیا: اگرچہ اس نے چوری اور زنا (جیسے بڑے گناہوں) کا ارتکاب کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو۔" میں نے پھر (تعجب سے) سوال کیا: اگرچہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو؟" میں نے (پھر تیسری بار بہت حیرت سے) عرض کیا: اگرچہ اس نے چوری اور زنا کے جرم کا ارتکاب کیا ہو؟ (تیسری مرتبہ بھی) آپ ﷺ نے یہی فرمایا: "ہاں! خواہ وہ چوری، زنا کا مرتکب ہی کیوں نہ ہوا ہو اور خواہ ابو ذر کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔" (87)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے اور اہل ایمان کے لیے اس کی رحمت بہت وسیع ہے:

اس کے فضل و کرم سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اس آدمی کو جنت میں داخل کر دے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا مگر مرتے وقت اس کا دل ایمان و یقین کی روشنی سے منور تھا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی اس بات کی گواہی دے (یعنی زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ جانے) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ بلاشبہ اللہ کے بندے، اس کے رسول ہیں، اور (اس بات کی بھی شہادت

(87) صحيح البخاري (5827)

دے کہ) عیسیٰ علیہ السلام (بھی) اللہ کے بندے، رسول، اللہ کی بندي (مریم) کے بیٹے، اس کا کلمہ ہیں؛ جس کو اس نے مریم کی جانب ڈالا تھا، اللہ کی بھیجی ہوئی روح ہیں، اور یہ کہ جنت و دوزخ حق (اور واقعی چیزیں) ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ضرور داخل کرے گا، خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں؟" (88)

اس حدیث کا حاصل یہی ہے کہ ابدی نجات کا دار و مدار ایمان و عقائد کی اصلاح پر ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوتاہی قابل معافی نہیں، ہاں اعمال کی کمزوریاں رحمت الٰہی سے معاف ہوسکتی ہیں۔ ایمان کی بنیاد چونکہ توحید کو ماننا، اور اس کی شہادت دینا ہے اس لئے سب سے پہلے اسے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی الوہیت و ربوبیت پر صدق دل سے اعتقاد اور یقین رکھا جائے۔ اس حدیث کو اس مفہوم میں لینا چاہیے کہ اگر ان عقائد کے ماننے کے بعد کسی نے اعمال بھی اچھے کیے، شریعت کی پیروی کرتے ہوئے تمام احکام بجالایا اور خلاف شرع کوئی کام نہیں کیا تو بغیر کسی عذاب و سزا کے اسے جنت میں داخل کیا جائے گا، اور اگر کسی نے ان عقائد کو ماننے کے بعد اعمال اچھے نہ کیے، شریعت کی پابندی نہیں کی، اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی فرمانبرداری نہیں کی تو وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگتے گا مگر آخر کار اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

توحید الوہیت اور توحید ربوبیت میں فرق:

بعض منحرف لوگوں کے نزدیک توحید صرف ربوبیت ہی ہے، اسی باطل اصول کی بنیاد پہ ان کی دعوت بھی صرف ربوبیت تک محدود و مسدود رہتی ہے،

(88) صحيح البخاري (3435)

آئندہ سطور میں ہم اس بات کو بیان کرنے کی کوشش کریں گے، کہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں کئی ایک اعتبار سے فرق ہے۔

1. **لغوی اعتبار سے فرق:** ربوبیت مشتق رب سے اور الوہیت ماخوذ ہے الہ سے۔
2. **اصطلاحی تعریف کا فرق:** ربوبیت یعنی اللہ تعالی کا اکیلا ہونا، اپنے کاموں میں جیسے پیدا فرمانے، رزق دینے، زندہ کرنے اور مارنے میں ... اور الوہیت اللہ تعالی کا اکیلا ہونا بندوں کی عبادات میں، جیسے بندوں کا نماز پڑھنا، زکاۃ دینا، روزے رکھنا وغیرہ وغیرہ۔
3. **کفایت کے اعتبار سے:** توحید ربوبیت کا اقرار کر لینا اسلام میں داخل ہونے کے لیے کافی نہیں، جب تک اس کے تقاضا یعنی توحید الوہیت پر ایمان نہ لایا جائے۔
4. **اقرار میں فرق:** مشرکین مکہ کا صرف توحید ربوبیت کا اقرار کر لینا کافی نہ ہوا، لہٰذا اکیلی توحید ربوبیت کا اقرار کفایت نہیں کریگا۔ (89)

توحید الوہیت کی اساس اور بنیاد:

توحید الوہیت کی اساس "لا إله إلا الله" ہے، یعنی کلمہ توحید جس کا اقرار مسلمان ہونے کے لئے لازمی وضروری ہے، یہی کلمہ توحید اساس اور بنیاد ہے توحید الوہیت کی، بالفاظ دیگر توحید الوہیت مترادف ہے اسلام اور ایمان کے۔ (90)

---

(89) المفید فی مہمات التوحید (ص: 95)

(90) المفيد في مهمات التوحيد (ص: 67)

لہٰذا کلمہ توحید کا معنی، ارکان اور شرطوں کا جاننا لازي اور ضروری ہے، تاکہ کلمہ توحید کی معرفت کے ساتھ عقیدہ توحید، اسلام اور ایمان کی حقیقی معنوں میں معرفت اور پہچان ہو سکے۔ اصول(ما لا يتم الواجب إلا به فهو واجب) ایسے وسائل جن کے ذریعہ فرائض کی تکمیل ہوتی ہو تو وہ وسائل بھی فرض کا حکم رکھتے ہیں۔

"لا إله إلا الله" کا معنی: "نہیں ہے کوئی معبود بر حق سوائے اللہ کے۔"

ہمارے ہاں جو کلمہ کا ترجمہ کیا جاتا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وغیرہ وغیرہ، تو یہ ترجمے ناقص ہیں، معنی مفہوم، اور گرائمر کے اعتبار سے۔

اگر ایسے ترجموں کو صحیح مان لیا جائے، تو ہمارے موجودہ زمانہ میں بے شمار ایسے معبود ہیں، جن کی پوجا کی جاتی ہے، کلمہ کا ترجمہ کرتے ہوئے ہم نے کہا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہاں بے شمار معبود ہیں، تو لا محالہ پتہ چلا کہ ہمیں "بر حق یا حقیقی" کا اضافہ کرنا پڑے گا۔

(لا) نفی جنس: جو اسم اور خبر پر داخل ھوتے اور خبر کسی قرینہ کی وجہ سے اکثر محذوف ہوتی ہے۔ (91) (إله) اسم ہے لائے نفی جنس کا، اور (حقٌ) خبر محذوف ہے۔ (92)

(91) شرح ابن عقيل (ص: 264)

(92) المفيد في مهمات التوحيد (ص: 67)

"لا إله إلا الله" کے ارکان:

"لا إله إلا الله" کے دو رکن ہیں ۱۔ نفی ۲۔ اثبات

(1) **نفی:**۔(لا إله) اللہ رب العالمین کے سوا تمام معبودان باطلہ کی نفی۔

(2) **اثبات:**۔ (إلا الله) صرف اللہ عزوجل کی الوہیت (عبادت) کا اثبات۔(93)

گویا کہ کلمہ توحید میں دو چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے، نفی یعنی اللہ تعالی کے علاوہ سب باطل معبودوں کا انکار اور ان کے ساتھ کفر، یہاں یہ بھی واضح ہوا کہ کفر کا رد اور انکار کرنا لازمی ہے، ہمارے ہاں کچھ مداہنت پسند لوگوں کا کہنا ہے کہ دوسروں کے عقائد و نظریات کا رد مت کرو، بس اپنے عقائد وغیرہ کو بیان کرتے رہو، حالانکہ اگر شریعت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو دیکھا جائے تو پہلے کفر کا انکار اور پھر توحید کا اقرار ہے۔ اور دوسری چیز اثبات یعنی اللہ تعالی کی توحید اور عبادت کا اقرار کرنا لازمی۔

شرطیں "لا إله إلا الله" کی آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ علم ۲۔ یقین ۳۔ اخلاص ۴۔ صدق (سچائی)

۵۔ محبت ٦۔ انقیاد ۷۔ قبول ۸۔ طاغوت کا کفر۔

علم، يقين، واخلاص، وصدقك مع محبة، وانقياد، والقبول لها

وزيد ثامنها الكفران منك بما سوى الإله من الأنداد قد ألها (94)

(93) الشهادتان معناهما وما تستلزمه لابن جبرين (54)

1. **علم:۔** علم متضاد ہے جہالت کے؛ علم سے مراد "لا إله إلا الله" کے معانی، مفاہیم اور مدلولات کا علم، یعنی کہ ہم یہ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ غیر اللہ کی نفی اور اللہ کی عبودیت کا اقرار واعتراف، رکوع، سجدہ، تعظیم، نذر، ونیاز، استغاثہ، استعانہ، استعاذہ، الغرض اس بات کا علم ہونا کہ جملہ عبادات صرف اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کا حق ہے، نیز "لا إله إلا الله" کی شروط ارکان اور نواقض کی معرفت اور پہچان بھی علم میں داخل ہے۔
2. **یقین:۔** یقین متضاد ہے شک کے؛ یقین کا معنی ہے، کہ ایسا علم جو ہر طرح کے شک وشبہ سے پاک ہو، یعنی اس بات کا عقیدہ رکھنا، کہ جو میں اپنی زبان سے اللہ رب العالمین کی الوہیت کا اقرار کر رہا ہوں وہ حق اور سچ ہے، اس میں ذرہ برابر بھی کوئی شک نہیں، اور اس بات کا مصمم ارادہ رکھنا کہ اللہ کے علاوہ تمام کے تمام معبود باطل ہیں۔
3. **اخلاص:۔** اخلاص متضاد ہے شرک کا؛ اخلاص کا مفہوم ہے کے انسان کا دل ریا کاري اور ہر اس چیز سے پاک وصاف ہو جو (لا إله إلا الله) کے منافی ہے۔
4. **صدق:۔** (سچائی) متضاد ہے جھوٹ کے؛ صدق (سچائی) کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جب زبان سے "لا إله إلا الله" اقرار کرے تو دل کی تصدیق ہو اور جسم کے اعضاء کے ساتھ عمل بھی۔

---

(94) الشهادتان معناهما وما تستلزمهما لابن جبرين (ص: 54)، المختصر المفيد في عقائد أئمة التوحيد (ص: 378)

5. **محبت:**۔ محبت متضاد ہے نفرت اور بغض کے؛ محبت کا معنی ہے کہ مسلمان ہر اس چیز سے محبت کرے جس کا کلمہ توحید ہم سے تقاضا کرتا ہے، مزید تفصیل اسی کتاب کے آخری باب الولاء والبرء میں بیان کی گئ ہے۔
6. **انقیاد:**۔ انقیاد منافی ہے ترک کرنے کے؛ انقیاد کا معنی ہے کہ مسلمان نے جس علم کے ساتھ "لا إله إلا الله" زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور دین اسلام کو سچ مانا، پھر اس پر ظاہری وجسمانی اعضاء کے ساتھ عمل کرے۔
7. **قبول کرنا:**۔ قبول کرنا منافی ہے رد کرنے کے؛ قبول کرنے کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنی زبان، دل سے ہر اس چیز کو تسلیم کرے جس کا یہ کلمہ ہم سے تقاضا کرتا ہے اور ہر اس چیز سے بچے جس کا یہ کلمہ رد کرتا ہے۔

تنبیہ: انقیاد کا تعلق ظاہری عبادات، اور قبول کرنے کا تعلق زیادہ تر قلبی عبادات کے ساتھ ہے۔

8. **غیر اللہ کا انکار:**۔ ہر اس طاغوت کا انکار کرنا جس کی اللہ کے علاوہ عبادت ہوتی ہو۔ مزید یہ کہ طاغوت کے کفر میں کوئی شبہ نہ ہو، جو انسان ان کی عبادت کرے وہ بھی مشرک ہے۔

تکفیر مطلق ومعین کا مفہوم وحکم:

تکفیر مطلق کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے افعال جن کے سرزد ہونے پہ شریعت نے ان کے مرتکبین کو مطلق طور پہ کافر ومشرک قرار دیا ہو، جیسے غیر اللہ کو سجدہ کرنا اور اللہ کے علاوہ غیروں کے نام کی نذر ونیاز دینا وغیرہ، عام مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ وہ یہ کہہ سکیں، غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے انسان مشرک

ہو جاتا ہے۔

"اور تکفیر معین کا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان کی تعین کر کے کہنا کہ فلاں کافر ہوگیا؛ غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی وجہ سے، تکفیر معین ہر انسان کے لئے جائز نہیں۔" (95)

تنبیہ:

عام مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ خوارج کی طرح کفریہ اور شرکیہ اعمال کے مرتکبین پہ کفر وشرک (تکفیر معین) کے فتوے لگائیں، بلکہ یہ کام کبار علماء قضاہ اور حکمرانوں کا ہے۔ہاں! جن کو مذکورہ لوگوں نے کافر ومشرک قرار دے دیا، شروط وموانع تکفیر کو مد نظر رکھتے ہوئے تو عام مسلمانوں پر بھی واجب ہو جاتا ہے کہ ان کو کافر ومشرک سمجھیں۔ نیز بعض لوگ تکفیر مطلق سے بھی اختیاط کرتے ہیں مرجئہ کی طرح، جو کہ درست نہیں۔

"لا الہ الا اللہ" کے نواقض:

نواقض کا معنی ہے توڑنا یعنی ایسی چیزیں یا ایسے کام جن کا ارتکاب کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے۔ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نواقض اسلام میں سے اہم ترین دس نواقض مندرجہ ذیل ہیں: (96)

1. **اللہ عزوجل کے ساتھ کسی غیر کو شریک ٹھہرانا۔**
2. **غیر مشروع وسیلہ اختیار کرنا:** یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالی ہماری دعائیں اتنی

(95) المفيد في مهمات التوحيد (ص: 175)

(96) نواقض الإسلام لمحمد بن عبد الوهاب

دیر تک قبول نہیں کرتا، جب تک کسی پیر فقیر ولی بزرگ کا اللہ تعالی کو وسیلہ نہ دے دیا جائے۔

3. **کافر کو کافر نہ کہنا:** کافر و مشرک انسان کی تکفیر نہ کرنا، یا ان کے کفر و شرک میں شک کرنا یا ان کے مذہب کو صحیح قرار دینا۔

4. **نبی کریم ﷺ کی شریعت سے کسی دوسرے انسان کی شریعت کو بہتر سمجھنا یا** یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی ﷺ سے بہتر انداز میں کوئی دوسرا انسان دعوت دین دے سکتا ہے۔

5. **نفرت:** شریعت الٰہی میں سے کسی بھی چیز سے نفرت کرنا۔

6. **مذاق:** کتاب وسنت میں بیان شدہ کسی بھی چیز کے ساتھ مذاق واستہزاء کرنا۔

7. **جادو کرنا اور کروانا۔**

8. **کفار ومشرکین کی مسلمانوں کے خلاف مدد کرنا اور ان سے محبت رکھنا۔** تفصیل اس کتاب کے آخری باب الولاء والبراء میں دیکھیں۔

9. **دین اسلام پر عمل نہ کرنا:** یہ عقیدہ رکھنا کہ بعض لوگ جیسے اولیاء، پیر فقیر وغیرہ کے لیے دین اسلام پہ عمل کرنا لازمی وضروری نہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ خضر علیہ السلام کے لیے جائز تھا، کہ انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کی مخالفت کی، تو ایسے ہی ہمارے بزرگوں اور اولیاء کے لئے جائز ہے کہ وہ دین اسلام کے کسی بھی گوشے کی مخالفت کرلیں۔ بعض نام نہاد اولیاء کا دعوی ہے کہ وہ مرتبہ ولایت اور سلوک کی آخری منزلوں کو پہنچ گے ہیں لہٰذا اب ان کے لئے نماز اور دیگر عبادات بجالانا فرض ہیں نہ ہی

حلال و حرام کے درمیان تمیز کرنا۔

10. دین اسلام سے منہ پھیر لینا؛ نہ اسلام کو سیکھنے کی کوشش کرنا اور نہ ہی عمل کرنا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا موسی علیہ السلام کی مخالفت کی حقیقت:

i. حضرت خضر علیہ السلام موسی علیہ السلام کے پیروکاروں میں سے نہیں تھے، یعنی موسی علیہ السلام کے امتی نہیں تھے۔

ii. خضر علیہ السلام نے جو کچھ کیا وہ موسی علیہ السلام کی شریعت کی مخالفت نہیں تھی کیونکہ خضر علیہ السلام نے جو کچھ کیا وہ وحی الٰہی کے مطابق تھا جس کا علم موسی علیہ السلام کو بعد میں ہوا، سورہ الکہف میں اس چیز کی وضاحت موجود ہے۔

iii. خضر علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق سب کچھ کیا تھا ﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا﴾ "اور میں نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ ہے اصل حقیقت ان باتوں کی جن پر تو صبر نہیں کر سکا۔"

وضاحت:

"علم اور سیکھنے سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ایمان کی صحت میں شرط ہیں۔" (97)

(97) المفيد فی مهمات التوحید (116_13)

عبادت کی تعریف:

عبادت کے لغوی معنی ہیں: تابع ہونا، عاجزی اختیار کرنا (98)

عبادت کے اصطلاحی معنی: (اِسمٌ جَامِعٌ لِکُلِّ ما یُحِبُّهُ اللهُ ویَرضَاهُ مِنَ الاَقوَالِ وَالاَعمَالِ البَاطِنَةِ والظَاهِرَةِ) (99)

"عبادت ایک ایسا جامع ترین لفظ ہے جس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو اللہ تعالی کی پسندیدہ ھو، چاہے قول ہو یا فعل، ظاہر میں ہو یا پوشیدہ۔"

عبادت کی شرائط:

قبولیت عبادت کی مندرجہ ذیل تین شرطیں ہیں:

۱۔ عقیدہ توحید ۲۔ اخلاص ۳۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع (100)

عبادت کی اقسام:

عبادت کی مندرجہ ذیل پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ اعتقادی عبادات ۲۔ قلبی عبادات ۳۔ قولی عبادات

۴۔ بدنی عبادات ۵۔ عملی عبادات

1۔ اعتقادی عبادت:

ایسی عبادات جن کا تعلق ایمانیات کے ساتھ ہو، جیسے:۔ اللہ کی ذات،

(98) لمعجم الوسيط)ص:579)

(99) العبودية لشيخ الإسلام ابن تيمية (ص:44)

(100) تسهيل العقيدة لجبرين(ص:73-74)

احوال قبر اور قیامت کے دن پہ ایمان۔

2۔ قلبی عبادت:

ایسی عبادات جن کا تعلق دل کے ساتھ ہو، جیسے، اللہ سے محبت، اللہ پر توکل اور خوف الٰہی ۔

3۔ قولی عبادت:

ایسی عبادت جن کا تعلق زبان کے ساتھ ہو، جیسے: اللہ تعالی کا ذکر، قرآن مجید کی تلاوت اور دین اسلام کی دعوت دینا۔

4۔ بدنی عبادت:

ایسی عبادات جن کا تعلق جسم کے اعضاء سے ہو، جیسے:۔ نماز، حج، جہاد وغیرہ۔

5۔ مالی عبادت:

ایسی عبادات جن کا تعلق مال کے ساتھ ہو، جیسے:۔ صدقہ و خیرات، زکوۃ وغیرہ۔(101)

عبادت کے ارکان:

عبادت کے بنیادی تین رکن ہیں:

ا۔محبت ٢۔رجاء(امید) ٣۔خوف

(101) تجريد التوحيد المفيد (ص:118

1۔ محبت:

محبت سے مراد اللہ تعالی کی محبت جس میں بندہ اللہ تعالی کی مراد کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے۔

محبت کی علامات:

- ✓ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی اطاعت کرنا۔
- ✓ جہاد فی سبیل اللہ۔
- ✓ دنیا سے بے رغبتی۔
- ✓ تواضع وانکساری۔
- ✓ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنا۔
- ✓ عبادت الٰہی کے وقت راحت محسوس کرنا۔

2۔ رجاء(امید):

رجاء اور امید سے مراد انسان کا اللہ سے اجر وثواب، اور رحمت ومغفرت کی امید رکھنا۔ جتنی زیادہ انسان کو اپنے رب سے محبت ہو گی اتنی ہی اس کی اپنے رب پہ امید مضبوط ہو گی۔

3۔ خوف:

ایسا ڈر اور خوف جس میں اللہ کی رحمت کی امید بھی ہو، اور اس کے عذاب کا ڈر بھی۔(102)

---

(102) المفید فی مہمات التوحید(ص:151_160)

دوسرا باب:
عقیدہ توحید کی مخالف چیزیں

پہلی فصل: شرک

دوسری فصل: کفر

تیسری فصل: نفاق

عقیدہ توحید کے بیان کے بعد اب اس کی مخالف چیزیں بیان ہو گی، کیونکہ (الأشياء تعرف بأضدادها) متضاد چیزوں سے اصل کی پہچان ہوتی ہے۔ عقیدہ توحید کی مخالف تین چیزیں ہیں: ۱۔ شرک ۲۔ کفر ۳۔ نفاق

ان اشیاء کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان ان سے کلی طور پر اجتناب کرے، کیونکہ اگر کسی کو اچھائی کا علم ہو لیکن وہ برائی کی معرفت سے بعید ہو تو ایسے انسان کا برائی سے بچنا بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحابی رسول حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: {كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي} (103)

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ شر کے بارے پوچھا کرتا، اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں میں کسی شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔"

(عَرفَتُ الشَّرّ لَا للشر لَكِن لتوَقِّيه --- وَمن لَا يَعرِفُ الشَّرَّ مِنَ النَّاس يَقعُ فِيهِ) (104)

"میں نے شر سے بچنے کے لئے اسے پہچانا نہ کہ اس شر میں مبتلا ہونے کے لئے لوگوں میں سے جو شر کو نہیں جانتا وہ اس میں اکثر واقع ہو جاتا ہے۔"

آئندہ اوارق میں عقیدہ توحید کی مخالف چیزیں ذکر کی جائیں گی تاکہ ہر مسلمان عقیدہ توحید کو کما حقہ پہچان لے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔

---

(103) صحيح البخاري (3606)

(104) مفتاح دار السعادة (296/1)

پہلی فصل: شرک

اس فصل میں ان شاء اللہ تین چیزوں کو بیان کیا جائے گا:

1. شرک کی اقسام
2. شرک کی تعریف
3. شرک کے ذرائع

شرک کی اقسام:

شرک کی دو قسمیں ہیں۔

- اشرک اکبر
- شرک اصغر (105)

شرک اکبر اور شرک اصغر میں فرق:

i. شرک اکبر کفر ہے جبکہ شرک اصغر کبیرہ گناہ۔

ii. شرک اکبر کے ارتکاب سے انسان دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جبکہ شرک اصغر کا مرتکب انسان دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

iii. شرک اکبر سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جبکہ شرک اصغر سے تمام اعمال ضائع نہیں ہوتے بلکہ صرف وہی عمل ضائع ہوتا ہے جسمیں ریاکاری وغیرہ ہو۔

---

(105) مباحث العقيدة في سورة الزمر لناصر بن علي عايض حسن الشيخ (ص:375).

iv. شرک اکبر کا مرتکب انسان بغیر توبہ کیے مر جائے، تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی جبکہ شرک اصغر دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح اللہ عزوجل کی مشیت کے تابع ہے۔

v. شرک اکبر کے مرتکب انسان کا قتل حاکم وقت کے لیے جائز ہے، جبکہ شرک اصغر کے مرتکب کا نہیں۔ (106)

شرک کی تعریف:۔

اللہ تعالی کے خصائص یعنی ربوبیت ، الوہیت اور اسماء و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک کہلاتا ہے (107)

مشرک کا انجام:

○ **شرک اکبر کا مرتکب انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، حکمران کے لئے ایسے انسان کو قتل کرنا جائز ہے،** جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (التوبة:5)

"پس جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انھیں پکڑو اور انھیں گھیر و اور ان کے لیے ہر گھات کی جگہ بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ

(106) نور التوحيد وظلمات الشرك في ضوء الكتاب والسُّنَّة لدكتور طارق سعيد القحطاني (ص:48)

(107) معارج القبول لحافظ الحکمی(ص:483/2)

بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

○ **مشرک انسان بغیر توبہ کے مر گیا تو بخشش ناممکن اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔** فرمانِ الٰہی ہے:﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا ﴾ (النساء: 48)

"بے شک اللہ! اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ بخش دے گا جو اس کے علاوہ ہے، جسے چاہے گا اور جو اللہ کا شریک بنائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔"

"اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ وہ اس شخص کو کبھی نہیں بخشے گا جس نے مخلوق میں سے کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا۔ اس کے علاوہ اگر اس نے چاہا اور اس کی حکمت متقاضی ہوئی تو وہ تمام چھوٹے بڑے گناہ بخش دے گا۔ شرک سے کمتر گناہوں کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے اسباب مقرر فرمائے ہیں مثلاً برائیوں کو مٹانے والی نیکیاں، دنیا اور برزخ، میں نیز قیامت کے روز گناہوں کا کفارہ بننے والے مصائب، اہل ایمان کی ایک دوسرے کے لئے مغفرت کی دعائیں، شفاعت اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت جس کے سب سے زیادہ مستحق اہل ایمان و توحید ہیں۔ شرک کا معاملہ اس کے برعکس ہے مشرک نے خود اپنے لئے مغفرت کا دروازہ بند کر لیا۔ اس نے خود اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی راہیں مسدود کر لیں۔ توحید کے بغیر نیکیاں اسے کوئی نفع نہ دیں گی اور توحید کے بغیر مصائب اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔" (108)

---

(108) تفسير سعدي (النساء: ۴۸)

○ **شرک اکبر انسان کے سارے اعمال ضائع کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:** ﴿ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ (الزمر:65)

"اور بلاشبہ یقیناً تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائے گا۔"

شرک اکبر کی قسمیں:

شرک اکبر کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

i. ربوبیت میں شرک۔

ii. الوہیت میں شرک۔

iii. اسماء وصفات میں شرک۔

ا. ربوبیت میں شرک:

ربوبیت میں شرک کی تعریف "رب تعالیٰ کے خصائص کو کسی دوسرے کے لیے خاص کرنا یا غیر اللہ کو ان خصائص کے ساتھ متصف کرنا ربوبیت میں شرک کہلاتا ہے۔" (109)

ربوبیت میں شرک کی قسمیں: ربوبیت میں شرک کی دو قسمیں ہیں:

(109) المفید فی مہمات التوحید (ص: 174)

ا۔ تعطیل ۲۔ تمثیل

1. **تعطیل:** اللہ رب العالمین کی پیدا کردہ مخلوقات میں سے کسی مخلوق کا انکار یا رب تعالی کا کلی یا جزوی انکار کرنا تعطیل کہلاتا ہے، جیسا کہ فرعون نے رب تعالی کا انکار کیا، اور ملحدین اور وحدۃ الوجود کا شرکیہ عقیدہ۔
2. **تمثیل:** ربوبیت کے خصائص (خالق، مالک، رزاق، مدبر الامور) میں کسی مخلوق کو شریک کر لینا، یا ان خصائص کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا، جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کے بارے کہا۔ (110)

۲۔ الوہیت میں شرک:

اللہ عزوجل کی عبادت میں کسی غیر کو شریک ٹھہرانا یا اللہ وحدہ لا شریک کے علاوہ غیر اللہ کی عبادت بجالانا الوہیت میں شرک کہلاتا ہے۔

الوہیت میں شرک کی قسمیں:

1۔ دعا میں شرک:

اللہ عزوجل کے علاوہ کسی پیر فقیر، ولی بزرگ، نبی رسول سے دعا مانگنا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴾ (الزمر:8)

---

(110) تجرید التوحید (ص:69)

"اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے، اس حال میں کہ اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اس (مصیبت) کو بھول جاتا ہے، جس کی جانب وہ اس سے پہلے پکارا کرتا تھا اور اللہ کے لیے کئی شریک بنالیتا ہے، تاکہ اس کے راستے سے گمراہ کردے۔ کہہ دے اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھالے، یقیناً تو آگ والوں میں سے ہے۔"

2۔ شفاعت میں شرک:

مشرکین کا یہ کہنا کہ بتوں، بزرگوں، ولیوں اور رسولوں کو اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ ہماری قیامت کے دن اللہ تعالی کے سامنے سفارش کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (یونس:18)

"اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دے کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

3۔ ارادہ اور نیت میں شرک (ریاکاری):

نیک عمل سے پہلے یہ نیت ہو کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی انسان مجھے یہ عمل کرتے ہوئے دیکھ لے، اور وہ مجھ سے خوش ہو جائے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ مَن كَانَ

يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (ھود: 15،16)

"جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انھوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔"

4۔ اطاعت میں شرک:

اللہ تعالی کی نافرمانی میں نام نہاد علماء اور گمراہ صوفیوں کی اطاعت کرنا یا شرعی قوانین میں اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو ساجھی بنانا، اطاعت میں شرک کہلاتا ہے۔

5۔ محبت میں شرک:

ایسی محبت جو صرف اور صرف ایک اللہ عزوجل سے کرنی واجب ہے، اس میں کسی غیر پیر فقیر وغیرہ کو شریک کر لینا محبت میں شرک کہلاتا ہے۔

محبت تین طرح کی ہوتی ہے:

۱۔ واجب محبت ۲۔ شرکیہ محبت ۳۔ طبعی محبت

1) **واجب محبت:۔** اللہ عزوجل سے محبت کرنا جس میں عاجزی وانکساری اور کامل اطاعت ہو۔

2) **شرکیہ محبت:۔** اللہ تعالی کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔

3) **طبعی محبت:**۔ والدین کا اپنی اولاد سے محبت کرنا۔

6۔ خوف (ڈر) میں شرک:

ایسے مقامات جہاں پہ صرف اور صرف اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے، وہاں غیر اللہ سے ڈرنا شرک کہلاتا ہے، مثلاً کوئی انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور بھی مالی وجانی نقصان پہنچانے پہ قادر ہے۔

خوف تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ واجب خوف ۲۔ حرام خوف ۳۔ طبعی خوف

1) **واجب خوف:** اللہ تعالی کے عذاب کا ڈر اور خوف۔
2) **حرام خوف:** لوگوں کے خوف اور ڈر سے کوئی نیکی ترک کر دینا۔
3) **طبعی خوف:** موذی جاندار مثلاً شیر، سانپ وغیرہ کا ڈر۔

خاتمہ:

الوہیت میں شرک کی قسمیں بہت زیادہ ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے، عبادات میں اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا الوہیت میں شرک کہلاتا ہے، مثلاً غیر اللہ کے نام کی نذرونیاز، رکوع، سجدہ اللہ کے علاوہ کسی غیر کو کرنا، اللہ تعالی کے علاوہ کسی دوسرے سے فریاد طلب کرنا، دعا اور پناہ مانگنا وغیرہ وغیرہ، تفصیل کے لئے "کتاب التوحید" از شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا مطالعہ مفید رہے۔(111)

---

(111) المفید فی مهمات التوحید (ص: 178)

۳۔ اسماء وصفات میں شرک:

اللہ تعالی کے ناموں اور اس کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ اسماء وصفات میں شرک دو طرح کا ہوتا ہے۔(112)

ا۔ تشبیہ ۲۔ اشتقاق

1۔ تشبیہ:

اللہ تعالی کو مخلوقات کے ناموں اور صفات کے ساتھ متصف کرنا، مثلا:۔ یہ کہنا کہ اللہ کا ہاتھ ہمارے ہاتھوں جیسا ہے۔ (113)

2۔ اشتقاق:

اللہ تعالی کے خاص ناموں کو کسی مخلوق کے لیے استعمال کرنا، مثلا:۔ العزی جو العزیز سے مشتق ہے۔ (114)

شرک اصغر:

ہر اس فعل کو شرک اصغر کہتے ہیں جس کا نام شریعت نے شرک رکھا، لیکن اس کے سرزد ہونے سے انسان دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔(115)

---

(112) فتاوى اللجنة الدائمة (516/1)

(113) فتح رب البريه بتلخيص الحمويه لابن عثيمين (ص:20)

(114) فتوى اللجنة الدائمة (١/٥١٦)

(115) المجموع الثمين من فتاوى الشيخ ابن عثيمين (27/2)

شرک اصغر کی قسمیں:

1. **معمولی ریاکاری:**۔ عبادت کو اس انداز میں ظاہر کرنا کے لوگ دیکھ لیں۔
2. **سمعۃ:**۔ لوگوں کو اپنی مخفی عبادات کے بارے میں بتانا۔
3. **حصول دنیا کے لیے نیکی:**۔ انسان نیکی کر رہا ہو لیکن ارادہ اس کا دنیاوی مال ومتاع ہو۔
4. **ستاروں سے بارش طلب کرنا۔**

نوٹ:۔ جس انسان نے یہ عقیدہ رکھا کہ ستارے خود بخود بارش برساتے ہیں تو ایسے انسان نے شرک اکبر کا ارتکاب کیا لیکن جس کا عقیدہ ہو کہ ستارے خود تو بارش نہیں برساتے لیکن بارش کا سبب بنتے ہیں تو وہ شرک اصغر کا مرتکب ہوا۔

5. **غیر اللہ کی قسم اٹھانا۔**
6. **یہ کہنا جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں**، یا یہ کہنا کہ اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے، یا مجھے میرا اللہ اور آپ کافی ہیں۔
7. **شرکیہ دم۔**
8. **تعویذ:**۔ اگر عقیدہ ہو کہ تعویذ تکلیف سے بچانے کا سبب ہیں تو یہ شرک اصغر اور اگر عقیدہ ہو کہ تعویذ خود بخود نفع اور نقصان پہنچاتے ہیں تو شرک اکبر ہو گا۔
9. **بدشگونی:**۔ کسی مہینہ، جانور، بیماری وغیرہ سے بدشگونی لینا۔ مثلا یہ کہنا کہ رجب کے مہینہ میں شادی کرنا کروانا صحیح نہیں، کالی بلی اور اُلو سے نحوست

لینا ان کو دیکھ کر کام سے رک جانا۔ (116)

شرک کے ذرائع:

1۔ غیر مشروع وسیلہ:

وسیلہ کی تعریف:۔ "اللہ عزوجل کی عبادت کے ذریعہ اس کے قریب ہونا وسیلہ کہلاتا ہے۔" (117)

غیر مشروع وسیلہ: قرب الٰہی کے لیے ایسے وسائل تلاش کرنا جو کہ مشروع نہیں، یعنی کہ ایسے وسائل جن کو اختیار کرنے سے شریعت نے منع کیا، یا ان کے جواز کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، غیر مشروع وسیلہ کہلاتا ہے۔

مشروع وسیلہ:

- ✓ اللہ کے ناموں اور اس کی صفات کا وسیلہ۔
- ✓ نیک اعمال کا وسیلہ۔
- ✓ کسی دوسرے زندہ انسان سے دعا کروانا۔(118)

غیر مشروع وسیلہ:

- ☒ کسی فوت شدہ انسان کو وسیلہ بنانا۔

---

(116) المفید فی مهمات التوحید(ص:201_232)

(117) المفید فی مهمات التوحید (ص:201_232) التوصل الى حقيقة التوسل، لمحمد نسيب الرفاعي(ص:12)

(118) المفید فی مهمات التوحید (ص: 246)

☒ قبروں کو مساجد بنانا اور پختہ کرنا۔

☒ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی شان میں غلو کرنا اور غیر مشروع تبرک حاصل کرنا۔

☒ غیر مشروع عیدیں اور عرس ومیلہ وغیرہ۔(119)

---

(119) المفید فی مہمات التوحید (ص:253_277)

دوسری فصل: کفر

کفر کی تعریف:

دین اسلام کی جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے کسی چیز کا انکار کر دینا کفر کہلاتا ہے۔ (120) مثلا اللہ کی صفات کا انکار، فرشتوں اور آسمانی کتب کا انکار کرنا وغیرہ۔

کفر کی اقسام:

کفر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ کفر اکبر ۲۔ کفر اصغر

1) **کفر اکبر:۔** ایسا کفر جس کا تعلق عقیدہ واخلاص کے ساتھ ہو۔

2) **کفر اصغر:۔** ایسا کفر جس کا تعلق اعمال سے ہو۔(121)

کفر اکبر کی اقسام:

1۔ کفر الجُحُود (انکار کرنا):۔

کوئی انسان اسلام کو پہچانتا ہو لیکن نہ دل سے اور نہ ہی زبان سے اقرار کرے کفر الجحود کہلاتا ہے۔ جیسے فرعون نے علم ہونے کے باوجود اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ کفر کیا۔

---

(120) اعلام السنة المنشورة لحافظ الحکی(ص:146)

(121) اعلام السنة المنشورة لحافظ الحكمي (ص:147)

2۔ کفر الاستکبار (تکبر) :۔

انسان دل سے حق کو جان لے اور اقرار بھی کرے لیکن اس کو قبول کرنے سے انکار کرے کفر الاستکبار کہلاتا ہے۔ جیسے ابلیس اور ابو طالب نے کفر استکبار کیا۔

3۔ علم غیب کا دعوی کرنا:۔

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالی کے علاوہ بھی کوئی غیب جانتا ہے، جیسے جادو گر، کاہن اور نجومی وغیرہ۔

4۔ التنجیم:

ستاروں سے زمین کے احوال کا اندازہ لگانا اور یہ کہنا کہ ستاروں میں اپنی ذاتی تاثیر ہے التنجیم کہلاتا ہے۔(122)

کفر اکبر اور کفر اصغر میں فرق:

1) کفر اکبر انسان کے سارے اعمال ضائع کر دیتا ہے جبکہ کفر اصغر سے اعمال ضائع نہیں ہوتے۔
2) کفر اکبر اعتقادی ہے اور کفر اصغر عملی۔
3) کفر اکبر اسلام سے خارج کر دیتا ہے جبکہ کفر اصغر سے انسان دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔(نماز کے علاوہ، کیونکہ بعض اہل علم کے نزدیک بے نمازی کافر ہے)۔

(122) المفید فی مهمات التوحید (ص:275)

4) کفر اکبر کے مرتکب کی بخشش نہیں ہو گی، جبکہ کفر اصغر کی بخشش اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔

5) کفر اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔(123)

کفر اصغر کی چند ایک مثالیں؛

- ☒ اللہ تعالی کی دی ہوئی نعمتوں کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا۔
- ☒ حسب و نسب پہ طعن اور میت پر نوحہ کرنا۔
- ☒ مسلمان کا ناحق قتل کرنا۔(124)

(123) المفيد فی مهمات التوحيد (ص:299)

(124) المفيد فی مهمات التوحيد(306_301)

تیسری فصل: نفاق

نفاق کی تعریف:

انسان ظاہری طور پہ مسلمان ہونے کا دعوی کرے، مگر در حقیقت نہ دل سے تصدیق کرتا ہو اور نہ ہی عمل جیسے ابن سلول اور دیگر منافقین۔ (125)

نفاق کی قسمیں:

ا۔اعتقادی نفاق ۲۔ عملی نفاق

ا۔ اعتقادی نفاق:

ایسا نفاق جس میں بندہ مسلمانوں کے سامنے یہ ظاہر کرے کہ وہ اللہ تعالی، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے لیکن دل سے انکار کرے اعتقادی نفاق کہلاتا ہے۔ (126)

اعتقادی نفاق کا حکم:

اعتقادی نفاق کا محل دل ہے، اس کا مرتکب انسان کافر ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(125) المدخل لدراسة العقيدة الاسلامية لبريكان (ص:190)

(126) مدارج السالكين (ص:376)

اعتقادی نفاق کی صفات:

- رسول اللہ ﷺ کو ظاہری اور باطنی اعتبار سے جھٹلانا۔
- مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ختم کرنے کی کوشش کرنا۔
- مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا۔
- دین اسلام کے کمزور ہونے سے خوشی محسوس کرنا اور اس کے لئے کوششیں کرنا۔ (127)

۲۔ عملی نفاق:

عملی نفاق کی تعریف:

"دین اسلام کے احکامات کو ظاہری طور پہ بجالانا عملی نفاق کہلاتا ہے۔" (128)

عملی نفاق کا حکم:

"عملی نفاق کا مرتکب انسان دین اسلام سے خارج نہیں ہوتا، لیکن آخرت میں سزا کا مستحق اور ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔" (129)

عملی نفاق کی صفات:

- جھوٹ بولنا

(127) المفید فی مهمات التوحید312-313))

(128) مدخل لدراسة العقيدة الإسلامية لعثمان جمعة. (ص:348)

(129) المفید فی مهمات التوحید(ص:315)

- ☒ وعدہ خلافی کرنا
- ☒ امانت میں خیانت کرنا
- ☒ عہد کو پورا نہ کرنا
- ☒ لڑائی جھگڑے میں گالم گلوچ کرنا۔ (130)

(130) شرح النووی علی صحیح مسلم (47/2)

تیسرا باب:

الولاء والبراء

پہلی فصل: الولاء والبرء کا مفہوم وفضیلت

دوسری فصل: الولاء والبراء (دوستی ودشمنی) اور اس کے تقاضے

پہلی فصل: الولاء والبراء کی تعریف اور اس کی اہمیت

الولاء والبراء کی لغوی واصطلاحی تعریف:

الولاء کی لغوی تعریف:

الولاء کے لفظی معنی دوستی اور محبت کے ہیں۔ (131)

الولاء کی اصطلاحی تعریف:

مسلمانوں کا صرف اور صرف اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے باہمی محبت اور ایک دوسرے کی مدد کرنا الولاء کہلاتا ہے۔ (132)

البراء کی لغوی تعریف:

البراء کے لفظی معنی دشمنی اور نفرت کے ہیں۔ (133)

البراء کی اصطلاحی تعریف:

ہر اس چیز سے نفرت رکھنا جس میں اللہ تعالی کی ناراضگی ہو، جیسے کفر

---

(131) الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية للجوهري (2529/6).

(132) الولاء والبراء في الإسلام للبركاتي المصري (ص:4).

(133) تهذيب اللغة لأزهري (193/15).

وشرک، بدعات ورسومات۔ (134)

عقیدہ الولاء والبراء کا مفہوم:

ہر مسلمان پر لازمی ہے کہ وہ اللہ تعالی، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں سے محبت رکھے، کفر وشرک اور ہر طرح کی بدعات ورسومات سے اعلان براءت کرے، مشرک وبدعتی انسان سے عدوات وبغض رکھے، نیز گنہگار مسلمان سے اس کے گناہ کے برابر نفرت رکھے۔ اللہ تعالی کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے عقیدہ الولاء والبراء کہلاتا ہے۔ اور یہ کہ مسلمانوں کا آپس میں محبت اور کفار سے نفرت رکھنا صرف اور صرف اسلام کی وجہ سے، جس میں رنگ ونسل، ملک وملت، صوبائیت ولسانیت کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

عقیدہ الولاء والبراء کی فضیلت:

دین اسلام میں عقیدہ الولاء والبراء کی بڑی اہمیت بیان ہوئی ہے کیونکہ یہ اساس ہے ہر طرح کے نیک عمل اور برائی سے بچنے کی۔ مسلمان کوئی بھی نیک عمل کرتا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالی کی محبت میں اور اگر کسی گناہ سے بچتا ہے تو وہ بھی اس کے خوف سے۔ اور اگر کسی سے نفرت وعداوت رکھتا ہے تو وہ بھی محبت الٰہی کی وجہ سے۔ گویا کہ عقیدہ الولاء والبراء دین اسلام کی بنیادی چیزوں میں سے ایک ہے، بلکہ قلبی ولسانی کئی ایک عبادات کا تعلق اسی عقیدہ کے ساتھ ہے۔ دین اسلام کے اہم فرائض میں سے ایک فریضہ اور کلمہ توحید کی شروط میں سے

---

(134) الولاء والبراء في الإسلام للبركاتي المصري (ص:4).

ایک اہم ترین شرط ہے۔

1۔ کلمہ توحید کی غرض وغایت:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کلمہ توحید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالی کے لئے ہی محبت کی جائے اور اسی کے لئے ہی نفرت، ہر اس چیز سے محبت ہونی چاہیے جس سے اللہ تعالی کی ذات محبت کرتی ہو، اور ہر اس چیز سے نفرت وعداوت ہونی چاہیے جس سے رب تعالی عدوات رکھے۔" (135)

2۔ عقیدہ الولاء والبراء دین اسلام کی مضبوط ترین کڑی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "مضبوط ترین ایمان کون سا ہے؟" کہتے ہیں: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے لئے دوستی اور اسی کے لیے دشمنی، اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے نفرت۔" (136)

3۔ عقیدہ الولاء والبراء کی تکمیل کے ساتھ ہی انسان کا ایمان مکمل ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ،

(135) مجموع الفتاوى (337/8)

(136) المعجم الكبير للطبراني (11537) ، حسن لغيره، سلسلة الصحيحة (1728).

وَمَنَعَ لِلَّهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ} (137)

"جس نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر غصہ کیا، اللہ کے لیے دیا، اور اللہ کی رضامندی کے پیش نظر نہ دیا تو اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔"

4۔ عقیدہ الولاء والبراء کے حصول کے بعد انسان ایمان کی لذت اور مٹھاس کو پا سکتا ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: {ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ المَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ} (138)

"حضرت انس ﷛ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس انسان میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پا لیا۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہو۔"

گویا کہ ایمان کی بھی لذت اور مٹھاس ہے، لیکن یہ لذت ایمان کی مضبوطی اور عقیدہ الولاء والبراء کے بعد ہی ممکن ہے، صحابہ کرام ﷢ کی زندگیاں اس

(137)سنن أبي داود (4681) السلسلة الصحيحة (380).

(138) صحيح البخاري (16)

بات پہ شاہد ہیں، کہ گرم کوئلوں، سورج کی تپش، عرب کے صحراوں میں اور گرم ریگستانوں کی تپتی ریت پہ ان کو لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھا جاتا، والدین سے اولاد کو، خاوند سے بیوی اور بیوی سے خاوند کو جدا کیا جاتا، دیار غیر کی طرف بغیر زادِ رہ کے ہجرت کرنے پہ مجبور کیا جاتا، لیکن یہ سب ایمان کی لذت وچاشنی کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سامنے ہیچ ہوتا۔

5۔ اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور اہل ایمان مومنوں کے دوست ہیں:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ (المائدة: 55)

"تمھارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، وہ جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جھکنے والے ہیں۔"

6۔ عقیدہ الولاء والبراء اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبة: 71)

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ

دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا، بے شک اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔"

7۔ عقیدہ الولاء والبراء کی تکمیل انبیاء کرام علیہم السلام کا منہج ہے:

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾ (الممتحنة: 4)

"یقیناً تمھارے لیے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمھیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا، یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔"

8۔ کفار سے دوستی رکھنا اہل ایمان کے شایان شان نہیں:

فرمان الٰہی ہے: ﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ﴾ (آل عمران: 28)

"ایمان والے مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں مگر یہ کہ تم ان سے بچو، کسی طرح بچنا اور اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

9۔ اہل ایمان کو چھوڑ کر کفار سے دوستی رکھنا، راہ ہدایت سے بھٹک جانے کے مترادف ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴾ (الممتحنة: 1)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ یقیناً انھوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمھارے پاس آیا ہے، وہ رسول کو اور خود تمھیں اس لیے نکالتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو، جو تمھارا رب ہے، اگر تم میرے راستے میں جہاد کے لیے اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو۔ تم ان کی طرف چھپا کر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں زیادہ جاننے والا ہوں جو کچھ تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو کوئی ایسا کرے تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔"

10۔ کفار سے دوستی رکھنے والا انہی میں سے ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ (المائدة: 51)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

"کافروں سے تجارت کرنا درست ہے لیکن ان سے محبت کرنا اور ان کی طرف مائل ہونا ہر گز جائز نہیں، ایسا کرنے والا انہی میں سے ہے۔" (139)

"عقیدہ الولاء والبراء در اصل محبت و نفرت ہے۔ حقیقی مومن وہ ہے جو رب تعالی، انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل ایمان سے محبت رکھے، اور دشمنان اسلام سے اللہ تعالی کی رضا کے لئے نفرت۔" (140)

---

(139) تفسير ابن عطيه (203/2).

(140) موسوعة العقيدة والأديان والفرق والمذاهب المعاصرة (ص:3158).

دوسری فصل: الولاءوالبراء (دوستی کن سے اور دشمنی کن سے) اور اس کے تقاضے

کن لوگوں سے محبت اور کن سے نفرت ہونی چاہیے؟

عقیدہ الولاءوالبراء میں تین طرح کے لوگ آتے ہیں۔

1۔ صالحین:

وہ لوگ جن سے ہر حال میں اور ہر وقت محبت ہونی چاہیے، وہ انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان مذکورہ لوگوں میں انبیاء اور رسول سب پر مقدم ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ} (141)

"تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔"

اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے بعد صحابہ کرام ، امہات المومنین، اہل بیت، خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، صلح حدیبیہ ، بدر اور فتح مکہ میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہونی چاہیے۔ ان کے بعد تابعین کرام، سلف صالحین، ائمہ کرام، اور اولیاء اللہ سے محبت۔

(141) صحيح البخاري (14)

2۔ کفار:

دوسری طرح کے وہ لوگ ہیں، جن سے سے ہر حال میں، ہر وقت نفرت اور دشمنی ہونی چاہیے، ان لوگوں میں کفار، مشرکین، اور منافقین کا شمار ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہود و نصاری اور دیگر غیر مسلموں سے محبت اور دوستی رکھے اگرچہ کہ وہ والدین، عزیز. و اقارب ہی کیوں نہ ہوں، ہاں ان سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا، کفار والدین کی خدمت کرنا وغیرہ وغیرہ یہ امور دینیہ کے مخالف نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ، أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ﴾ (المجادلۃ: 22)

"تو ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔"

3۔ گنہگار مسلمان:

تیسری طرح کہ وہ لوگ ہیں جن سے ایک حالت سے محبت رکھنی چاہیے اور دوسری حالت میں نفرت۔ وہ گنہگار مسلمان ہیں، ان سے ان کے نیک اعمال کی وجہ سے محبت ہونی چاہیے اور ان کے گناہوں کی وجہ سے نفرت۔ (142)۔

---

(142) مجموع الفتاوی (28-208)

الولاء یعنی اہل ایمان سے محبت کے تقاضے:

1۔ دیار کفر سے دار الاسلام یعنی مسلم مملکت کی طرف ہجرت کرنا:

اگر کوئی مسلمان دار الکفر میں آباد ہے تو ایسے انسان پہ واجب ہے کہ وہ کسی ایسے ملک کی طرف ہجرت کرے جہاں پہ اپنے ایمان و عمل کی حفاظت کر سکے کیونکہ ہجرت قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَ} (143)

"ہجرت ختم نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ توبہ منقطع ہو جائے، اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہو گی، حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔"

2۔ اہل اسلام کی مدد اور ان کا دفاع کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ (الانفال 72)

"اور اگر وہ دین کے بارے میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر مدد کرنا لازم ہے۔"

3۔ دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت

4۔ تمام مسلمانوں کا ادب و احترام کرنا اور طعن زنی، عیب جوئی سے مکمل اجتناب

---

(143) سنن الدارمي (2555) وحسنه الالبانی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ} (144)

"ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور اللہ کے بندو (ایک دوسرے کے) بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق ترک کیے رکھے۔"

5۔ تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرنا اور رب تعالی سے ان کے لئے بخشش مانگنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ (الحشر: 10)

"اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان لانے میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

6۔ ضعیف اور کمزور لوگوں کا خیال رکھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا

---

(144) صحیح مسلم (6526)

بِضُعَفَائِكُمْ} (145)

"تم لوگ صرف اپنے کمزور، معذور لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہو، اور ان ہی کی دعاؤں سے رزق دیئے جاتے ہو۔"

کفار سے محبت کی علامتیں:

1۔ کفار سے مشابہت رکھنا لباس، گفتگو وغیرہ میں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: { مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ} (146)

"جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہوا۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کافروں کے ساتھ ظاہری مشابہت اختیار کرنے سے دلی میلان پیدا ہوتا ہے۔" (147)

2۔ دیار کفر میں رہائش پذیر ہونا اور دار الاسلام کی طرف طاقت ہونے کے باوجود ہجرت نہ کرنا

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جهنم ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ (النساء: 97)

---

(145) صحيح البخاري (2896)

(146) أبو داود (4031)

(147) اقتضاء الصراط المستقيم

"بے شک وہ لوگ جنھیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، کہتے ہیں تم کس کام میں تھے؟ وہ کہتے ہیں ہم اس سرزمین میں نہایت کمزور تھے۔ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔"

"ہر وہ انسان جو ہجرت کی طاقت رکھتے ہوئے ہجرت نہیں کرتا اور اس کا دین بھی محفوظ نہیں تو ایسا انسان حرام کا مرتکب اور اپنی جان پہ ظلم کرنے والا ہے۔" (148)

3۔ غیر مسلم ممالک کی طرف سفر:

غیر مسلم ممالک کی طرف سفر بغرض سیر وسیاحت اور بغیر اشد ضرورت کے سفر کرنا درست نہیں، حتیٰ کہ تجارت اور تعلیم کے لئے بھی، لیکن ایسی تعلیم جس کی مسلمانوں کو ضرورت ہے، اور وہ غیر مسلم ممالک کی طرف سفر کیے بغیر ممکن نہیں، تو سفر کیا جاسکتا ہے۔

4۔ غیر مسلم لوگوں پر اعتماد کرتے ہوئے مسلمانوں کے اہم مناصب اور عہدوں پر غیر مسلم کو ذمہ داریاں سونپنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا

(148) تفسیر ابن کثیر (344/2)

تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴾ (آل عمران:118)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمھیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑو۔ ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔ بے شک ہم نے تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں، اگر تم سمجھتے ہو۔"

5۔ غیر مسلم تاریخی کیلنڈر استعمال کرنا

خصوصاً ایسے کیلنڈر جن کا تعلق ان کی مذہبی رسومات کے ساتھ ہے۔ (149) سعودی عرب کی کبار علماء کی کمیٹی نے بھی انگریزی کیلنڈر استعمال کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس میں غیر مسلم کے ساتھ تشبہ ہوتا ہے (150)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مجبوری کی حالت میں پہلے عربی تاریخ کو لکھ لیا جائے اور بعد میں انگریزی۔" (151)

خلاصہ کلام یہی ہے کہ حتیٰ الامکان انگریزی کیلنڈر استعمال کرنے سے بچنا چاہیے تاہم مجبوری اور عموم بلوی کی حالت میں پہلے عربی اور اسلامی تاریخ لکھ لینی چاہیے اور بعد میں انگریزی، جیسا کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(149) موسوعة العقيدة والأديان والمذاهب والفرق (ص:3163)

(150) فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى (399/26).

(151) سلسلة لقاء الباب المفتوح

6۔ غیر مسلم لوگوں کی عیدوں اور دینی تہوار میں شریک ہونا یا ان کے انعقاد میں ان کی معاونت کرنا(152)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟، قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا، يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ (153)

"انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان دو دنوں کے بارے پوچھا جن میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: ہم دور جاہلیت سے ان دو دنوں میں خوشی مناتے آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے ان سے بہتر دو دن تمہیں عطا فرمائے ہیں، عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔"

7۔ غیر مسلم لوگوں کی تعریفیں کرنا

اخلاقیات اور معاملات میں، عقائد کو نظر انداز کرتے ہوئے، اور ان سے متاثر ہونا۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾ (الحجر:88)

"اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف ہرگز نہ اٹھا جس کے ساتھ ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ دیا ہے اور نہ ان پر غم کر اور اپنا بازو مومنوں کے لیے

(152) اقتضاء الصراط المستقيم(509/1)

(153)أبو داود (1134) وصححه الألباني .

جھکا دے۔"

8۔ کفار و مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ (التوبة:113)

"اس نبی اور ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے، کبھی جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دعا کریں، خواہ وہ قرابت دار ہوں، اس کے بعد کہ ان کے لیے صاف ظاہر ہو گیا کہ یقیناً وہ جہنمی ہیں۔"

"نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کافروں کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعا کریں، اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ وہ حالت کفر میں مر جائیں۔" (154)

9۔ غیر مسلم لوگوں کے ہاں معتبر اور مستعمل ناموں کا استعمال

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: {إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ} (155)

"تمھارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمان ہیں۔"

---

(154) تفسير الطبري (515/14)

(155) صحيح مسلم (5587)

البراء یعنی کفار سے نفرت کے تقاضے:

1. کفر و شرک اور اسکا ارتکاب کرنے والے افراد سے نفرت کرنا۔
2. بغیر ضرورت کے بلاد کفر کی طرف سفر نہ کرنا۔
3. کسی بھی معاملے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاونت نہ کرنا۔
4. بغیر ضرورت کے ان سے مدد طلب نہ کرنا، اور نہ ہی ان کو حساس ذمہ داریاں سونپنا۔
5. نہ ان کی عیدوں میں شریک ہونا، مبارک باد دینا، اور نہ ہی ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا۔
6. نہ ان کی مجالس میں شریک ہونا، اور نہ ہی ان کے ساتھ میل جول رکھنا۔
7. دین اسلام کے بارے میں مداہنت اختیار نہ کرنا، یعنی کہ کسی بھی دنیاوی فائدہ کے لئے دینی معاملہ میں نرمی، تساہل سے کام نہ لینا، یا پھر شریعت کی مخالفت میں کلی طور پر خاموش رہنا۔ مثال طور پر کسی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی ہو رہی ہو، اور ہم طاقت ہونے کے باوجود خاموش رہیں، مداھنت کہلاتا ہے۔
8. کفار کی قول و فعل کے ذریعہ تعظیم نہ کرنا۔
9. سلام کہنے میں پہل نہ کرنا۔
10. ان کی مشابہت اختیار نہ کرنا۔


تمت بحمد اللہ